اوم

کٹھ اوپنشد

کا

مکمل اور سلیس با محاورہ

اردو ترجمہ

منظوم

مصنفہ

لالہ ہر سکھ لال صاحب ویش رستوگی

محمود پوری ساکن حال سنبھل محلہ کوٹ ضلع مراد آباد

باہتمام لالہ کیدار ناتھ مالک و پرنٹر

رام پریس میرٹھ میں چھپا

بار اول [illegible] جلد

قیمت فی جلد ۳/[illegible]

اوم

کٹھ اوپنشد منظوم اُردو

حمد

پئے حمد و ثنا قاصر زباں ہے — قلم کچھ لکھ سکے طاقت کہاں ہے

سماتا ہے نہیں وہ اندریوں میں — بلا شک لا وجود و لامکاں ہے

وہ ہے سروگیہ اور سرو نرا و دائم — ہمیشہ ایک رس وہ پاک ہر آں ہے

وہ ہر ذی روح کو کرتا ہے پیدا — کرے جو پر کرم ماضی کا گماں ہے

ہر ایک اشیا میں ہی وہ جلوہ افروز — بظاہر واقعی ہم سے نہاں ہے

دیالو سرو شکتیمان ہی وہ — [illegible] کے آسرے سارا جہاں ہے

مجسم کا لگانا اسکو الزام — [illegible] کا گویا نشاں ہے

نہ پتھر میں ہے وہ نہ کاشٹ میں ہے — ولے اکاش وت سب میں عیاں ہے

یہ ہے وید مقدس سے ہویدا — وہ نیایا وشیش انت ہی داں ہے

وہ صانع اپنی صنعت سے ہے روشن — جہاں دیکھو منور وہ وہاں ہے

وہ بیشک گیان سے ہوتا ہے حاصل — منور بس دماغ عابداں ہے

اسی سے گلشن ہستی ہے شاداب — وہ ہی اس باغ کا بس باغباں ہے

بنائی نیر و مہتاب ہی وہ — اسی کی روشنی سب میں عیاں ہے

نہ کعبہ میں نہ بت خانہ میں ہے وہ
نہ گرجا خاص کر اوس کا مکاں ہے

اوسے ہرگز بناؤ تم نہ محدود
محیط کل وہ دارالاماں ہے

کہاں بت صنعت انساں کہاں وہ
جو صانع نیر و سیارگاں ہے

وہ ہی حافظ و ناصر ہمارا
وہی ایک خالق ہر انس و جاں ہے

جو موافق وید کے ہو کار پرداز
اوسی پر وہ ہمیشہ مہرباں ہے

دیا کر اسے دیانند سیدانند
یہی امید جگیا سو ہر آں ہے

اوم تت ست

رشی کچھ رانددان سیدانند
بیان کرتے ہیں کچھ شاکھا آنند

یہ شاکھا ہے میان وید اقدس
چتر وید مقدس میں ہے انیس

اسی سے نام بھی کچھ اوپ نشد
سراپا برہم ودیا جسکی مد ہے

رشی باجبر دس اکنا مور تھے
جہاں میں پاک و برتر مشتہر تھے

زمانہ انکی پیروی کا جب آیا
سماں سنیتھ کا دل میں سمایا

موافق وید اقدس کے بہر طور
کیا اک سروسیدہ جگ فی الفور

یہ دنیا چھوڑ سنیاسی ہوئی وہ
اوسے واحد کے متلاشی ہوئی وہ

یہ کام و کرودھ و لوبھ و موہ چھوڑا
جہاں کی نعمتوں سے منہ کو موڑا

اثاثہ جو رشی کے پاس تھا سب
وہیں پر رتجوں کو دیا سب

وہ جتنی گائیں تھیں اونکی ہاں نیز
ہوئی وہ شاد اُن کو دان دیکر

نہ رکھا پاس اپنے کچھ اثاثہ
اک ان کا پانزدہ سالہ پسر تھا
وہ تھا سب اپنے ہم سبقوں میں افضل
قدیمی سنسکاروں کے سبب سے
بوقت دان گا دان کمسن سال
لڑکا یہ گو ہیں جو ہیں آپ پیر و لاغر
مخاطب ہو کے جلسہ میں پدر سے
نہیں دی بھلا کیا دان دیگر
نہ ان میں دودھ دینے کی ہی طاقت
نہ ان میں وہ حس و حرکت رہی ہے
دیا سب کچھ کہ جو تھا آپ کے پاس
مجھے بھی دان اب کر دیجئے آپ
پدر نے سن کے یہ کلمہ پسر کا
یہ سمجھے ہے ابھی یہ طفل کودن
مکرر پھر پسر نے عرض کی ہے
رہے پھر بھی رشی خاموش سنکر
مجھے تم اے پتا جی کسکو دوگے
رشی کو گرچہ تھی غصہ کی حالت
کوئی کہنا نہیں یہ سخت دل کو

فقط پر برہم کا ڈھونڈھا سارا
وہ نچکیتا جہاں میں مشتہر تھا
بسوئے برہم تھا دل اسکا مائل
وہ بچپن سے ہی بس بہتر تھا سب سے
پسر کے دل میں یہ پیدا ہوا خیال
پدر نے ان کو کیوں بخشا سراسر
لگا یہ دست بستہ عرض کرنے
رہیگا شاد تر دنیا کے اندر
نہ آب و چارہ لینے کی ہے قوت
حمل رہنے کی نہ طاقت رہی ہے
فقط باقی ہوں میں با حسرت و یاس
کہ جس رتبہ کو دیں فرمایئے آپ
ذرا پروا نہ کی نہ لب سے کچھ وا
نہ اس میں ہے ابھی کچھ عقل گفتن
کسے دوگے ذرا فرمایئے پھر
پسر نے پھر کہا دن سے مکرر
کہا مرتیو کے کر دوں گا حوالے
ولیکن تھی پسر سے بھی محبت
کہ تو بیشک حوالے موت کے ہو

کہ اوس نے کچھ گناہ ایسا کیا تھا ۔ کہ مستوجب وہ ہونا اس سزا کا

کوئی اک نامور مرتیو رشی سے ۔ سمجھ کر ہی کہا تھا وہ پتا نے

پسر نے بھی لیا منشا ربھی جب ان ۔ ولیکن تھا نہایت دل میں حیران

کہ میرا اوس رشی سے کام کیا ہے ۔ واوسکا کام کیا مجھ سے بن پڑا ہے

نہیں معلوم یہ کیسی خطا ہے ۔ جو مجھ سے اسقدر والد خفا ہے

کسی نوع میں نہیں ہوں اوسکی لائق ۔ کہ ہوں میں بہت شاگردوں سے فائق

کچھ ہم سبقوں کی اپنے ہوں برابر ۔ نہیں ہوں میں کسی سے اسمیں کمتر

تفکر میں تھا وہ فرزند دانا ۔ کہ ہوں میں جانب مرتیو دانا

پتا سے ہوں علیحدہ حیف صد حیف ۔ مجھے جانا پڑے گا واں بہر کیف

رشی سے بھی بلا فکر رسا کے ۔ کہا تھا یہ پتے تنبیہ اوس سے

نہیں سمجھی تھی یہ مجھ سے جدا ہو ۔ روانہ ہو یہاں سے سوئے مرتیو

مگر کچھ بات کا بھی پاس سا تھا ۔ کہ جب سے تھے تفکر میں وہ دانا

کہا فرزند نے کے اہل ادراک ۔ میں جاتا ہوں طرف مرتیو کے بیباک

نہ لائیں آپ دل میں رنج کو جا ۔ بجا لاؤں یہ ہی ہے فرض میرا

نہیں جانے میں اسکو عذر زنہار ۔ کہ ہے یہ آپ کا فرمان بردار

ہمیشہ ہے یہ طرز نیک افعال ۔ جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں اعمال

وہ دائم سچ پر ثابت قدم ہیں ۔ نہ ٹلتے راستی سے ایک دم ہیں

نہیں اس جسم کی پرواہ ان کو ۔ کہ ہے یہ مثل کشت گندم وجو

یہ پیدا اور فنا ہونا ہے دائم ۔ نہیں ہے ایک حالت سے یہ قائم

نہیں ہے اسکا ثمرہ بھر بھروسا
دوبارہ سانس پھر آیا نہ آیا

مجھے مرتیو کے پاس اب بھیجئے آپ
یہ اپنا قول پورا کیجئے آپ

جناب مہرشی نے دی اجازت
کہا جاؤ تو اے اہل صداقت

وہ نچکیتا ہوا واں سے روانہ
مکاں پر اونکی پہونچا جیسا یگانہ

وہ تھی باعلم وحلم وتمکنت اور تاج
اونہیں کہتی تھی مرتیو اور یمراج

سخاوت اور شجاعت اور قناعت
عبادت دولت و حشمت صداقت

اُمترا اور سُمترا پاک اور صاف
یہ سب ہی اونکے حصہ میں تھے اوصاف

اسی باعث سے وہ باہر گئی تھی
وہ اوسدم بھی جدا اپنے مکاں سے

جو نچکیتا نے واں اونکو نہ پایا
رہا فاقہ نہ آب و دانہ کھایا

کئے بس تین دن تک اوسی لنگھن
کیا مشکل تریں یہ برت سادھن

اگرچہ اہل خانہ نے بکثرت
کہا اوس طفل سے کھانیکی نسبت

ولیکن اوس نے اک لقمہ نہ کھایا
نہ اون کے گھر پہ کچھ آرام پایا

جب آئی وہ رشی اپنے مکان پر
ہوئی وہ اہل خانہ شاد و خوشتر

کہا اے صاحب اجلال و اکمال
کہ طفل اک باوقر آگنی کی تمثال

تپسوی اور تجسوی براہمن
مکان پر آپ کے ہے جلوہ افگن

کوئی مہمان باعلم و عمل گر
کسی اہل مکاں کے آئے گھر پر

اوسے نہ آب و دانہ ہو میسر
مکین کے حق میں ہے از حد زبوں تر

کہ وید اور شاستر میں ایسا کہا ہے
یہی سب اہل حق کا مدعا ہے

جو ہوا تہتی کی صورت جلوہ افگن
دو اوسکو طعام و آب و آگ و آسن

خلاف اوسکے جو کرتا ہے کوئی بھی
وہی ہوتا ہے اس دنیا میں بانی

جو اتھتی ہو سبو سے برہم مائل
اور اوسکو یہ تواضع ہو نہ حاصل

ملین سے نیک بھی افعال و اعمال
سبب جسکے اسکے ہو جاتے ہیں پامال

بچن سن استری کے وہ مہاراج
گئی نزدیک نچکیتا وہ سرتاج

کہا اے نیک خو طفل برہمن
کیا ہے یہ ہم میں من تو نے آئین

اور آیا صورت اتیتھی یہاں پر
نہیں آنے کی جس کی تیتہ مقرر

اسی سے واجب التعظیم ہے تو
بلاشک لائق تکریم ہے تو

دعا خیر کر یاد مجھکو
خطائیں بخش کر ارشاد مجھکو

قبول ہو تمکو یہہ میرا نمسکار
تسلیم خم کرتا ہوں اسبار

ہر نوع قابل ستکار ہے تو
میں ہوں مقروض مجھپر بار ہے تو

رہا گھر پر میرے بے آب و دانہ
نہ کھایا تین نش دن تو نے کھانا

بانعوض اس خطا کے تین بر تو
لے مجھ سے مانگ اے فخر بشر تو

وہی لے مانگ جو خواہش ہو تیری
عزیزا تشنائیں وہ جنسے ہو سیری

کر اس قرضہ سے تو مجھکو سبکدوش
نکر تاخیر اب اے صاحب ہوش

لیکے دیکھکر یہ مہربانی
کہا مرشد سے باشیریں زبانی

پتا باخبر دس از نسل گوتم
نہ ہوں وہ مجھ سے اب ناراض و برہم

مجھے ہو رو برو اودن کے نہ ذلت
میں بیٹھوں رو برو باعز و حرمت

جو رنجش تھی بوقت درمیانی
وہ دور ہو دل سے براہ مہربانی

وہ ہو مانند سابق کے محبت
عنایت سعدیت الطاف شفقت

یہی جانیں کہ نچکیتا پسر ہے
میری جانب سے دل شفاف ہووے
زبانی نامہ بر کے یہ خبر ہو
بایماۓ خداوند طریقت
یہی بس ایک بڑی التجا ہے
یہ فرمایا کہ اے طفل خردمند
بذریعہ نامہ و پیغام اون کو
ذرا فکر اور اندیشہ نہ کر تو
قبل جانے سے تیرے نیک انجام
یہ سمجھی ہے مرا فرزند زندہ
ہوا خوش دل میں نچکیتا یہ سنکر
کہا اے مرشد با علم و دولت
جہاں پر ہر طرح ملتا ہے آرام
وہاں پر موت کا بھی ڈر نہیں ہے
جہاں تجھ بھی نہیں خوف و خطر ہے
رہائی اون کو ہے رنج و الم سے
نہیں ہے پاس اونکے کچھ غم و یاس
مہیا ہر گھڑی عیش و طرب ہے
یہ سب اسباب اسما میں بہم ہیں

جو شاگردوں میں سب سے نامور ہے
مثال آئینہ وہ صاف ہووے
خطا بخشے مثال پیشتر ہو
ملوں اپنے پدر سے با محبت
کیا وہ عرض جو کچھ مدعا ہے
رشی باجسروں سے ہو خرسند
کروں گا مطلع میں ہے نچکو تو
خوشی اور خورمی سے کر بسر تو
کرے وہ با مسرت خواب آرام
تیری جانب سے ہو اسکو نہ کھٹکا
لگا پھر مانگنے وہ دوسرا بر
جو ذریعہ کرم سے حاصل ہو جنت
بسر کرتا ہے راحت سے صبح شام
کہ اون کو تمنا حق الیقیں ہے
نہ بھوکھ پیاس نہ مرنیکا ڈر ہے
کنارہ کش ہیں وہ دنیا کے غم سے
نہیں حرص و ہوا و طمع و سواس
نہ خطرہ ہے نہیں رنج و تعب ہے
نئے نیکاں میسر دم بدم ہیں

سب کیا ہے بیان فرمایئے آپ
جو پنہاں ہے عیاں فرمایئے آپ

کہا پھر یہ کہ اے اوستاد کامل
ہو جس کی وجہ سے یہ سورگ حاصل

دہ اگنی ہوتر آدمی کرم کیا ہے
کرو ظاہر جو ویدوں میں لکھا ہے

اوس اگنی ہوتر کا عمل مکمل
کہ جس میں ہر طرح آتش ہے افضل

بصد لطف و عطا فرمایئے آپ
کہیں عالم ذرا فرمایئے آپ

بموجب عدل اوس پرم آتما کے
بہشت اوس یگ کرتا کی جگہ ہے

خوشی سے زندگی کرتا ہے حاصل
نہیں ہوتی ہے مدت تک مبدّل

خداوندا یہی بر دوسرا ہے
کہ جس کی مجھکو امید عطا ہے

یہ فرمایا جو ہے جنت کی خواہش
بیان کرتا ہوں میں یہ علم آتش

اوس اگنی ہوتر کو میں جانتا ہوں
بگوش دل تو سن یہ چاہتا ہوں

یہی آتش ہے یہ مہر منوّر
یہی دیا یک ہے سب دنیا کے اندر

ترقی عمر کا باعث یہی ہے
ہر اک اجسام میں رونق ہے اس سے

یہی باعث ہے پیدا اور فنا کا
سبب سے اس کے یہ قایم ہے دنیا

اسی سے خواہشیں ہوتی ہیں پیدا
اسی سے حرکت خوں ہے ہویدا

یہی ذی روح کی قوت ہاضمہ ہے
یہی بانی قوت باصرہ ہے

اسی سے روح کی ہستی ہے قائم
اسی سے ہے جہاں کا دور دائم

اسی سے یگ کو حاصل ہے قوّت
کہ جسکی وجہ سے حاصل ہو جنت

جناب کٹھ رشی دروج دہن سے
یہ ہیں گوہر فشاں طرز سخن سے

کہ نچکیتا کو بالکل علم آتش
سکھایا اوس رشی نے حسب خواہش

ہوئی گنگا اور دیوی کی جو تصویر
بالطاف و کرم یم راج نے سب
سنا تھا جو بیاں وہ کر دیا سب
خردمندی پہ اوس کی آفریں کر
تجھے دیتا ہوں اے شاگرد افضل
اوسی کے یہ بھی تو ہمراہ لے جان
دو اگنی نام سے تبر سے ہو مشہور
قبول اسکو کر اے آرام جاں تو
جو تینوں آشرموں میں کوئی انساں
اوسی دن آہوتی کو ہے چڑھانا
جو اوستاد و دادا ماتا اور پتا سے
کیا ہے برہمچریہ جسنے حاصل
پڑھی ہو وید ودّیا جس نے ساری
گرہست آشرم میں پھر ہوتا ہی داخل
پھر اوس وقت معین پر وہ انساں
پھر اوس کے بعد وہ مرد خردمند
جسے کہتے ہیں سنیاسی بشر سب
فنا کرتا ہے وہ دنیا کی لذت
فقط وہ برہم میں رہتا ہے قائم
واگنی ہوتر و منتر و خشت و دیگ کا
بتایا ہر طرح معنی و مطلب
وہ نچکیتا نے اوسنے منتر و مطلب
کہا یمراج نے ہو شاد و خوشتر
طریقہ جسکا بتلایا مکمّل
مکرر بر تو اسے ذی جاہ لے جان
رہے جنت میں تو دل شاد و مسرور
ہو لطف زندگی سے شادماں تو
اوس اگنی ہوتر کو کرتا ہے ایجاں
وہی ہے ناچکیت اگنی کہانا
بخوبی وید ودّیا کو پڑھی ہے
ہوا ہے درجۂ اعلیٰ میں داخل
وہی ہوتا ہے پورا برہمچاری
کری ہے دولت و اقبال حاصل
کرے ہے بان پرست حاصل یہاں
طریق یوگ کا ہوتا ہے پابند
ہو جس میں ترک فعل و مال و مطلب
امید و بیم و خواہش رنج و الفت
ہے جسکی ذات اننت دست و دایم

اُمید پھل فنا کرکے وہ کامل
وہ جیون مکت ہو دنیا کے اندر
وہ پھر ترنا چکیت اسے طفل ذی ہوش
ہیچ کرتا ہے یگیہ آدک کے پھل کو
موافق میرے کہنے کے بعد ہوش
نہیں کچھ پیش آئی اوسکو مشکل
بیان یہ کر دیے اسباب جنت
ترے ہی نام سے آتش ہو مشہور
ہوا اب ختم یہ بھی دوسرا جزو
کہو اب حسب خواہش تیسرا جزو
کیا یہ عرض نچکیتا نے اوسدم
یہ فرمائیں کہ ہے یہ آتما کیا
کوئی کہتی ہیں یہ کچھ بھی نہیں ہے
پس مردن کے اجسام میں بھی
پھر اوسکو ملتی ہے کیا دوسری جا
جو رہتا ہے یہ فرمائیں وہ ہے کیا
کوئی کہتی ہیں بس بالکل فنا ہے
یہ مجھکو علم روحانی بتادو
زراہ عدل و الطاف و سخاوت

جہاں میں شانتی کرتا ہے حاصل
گذر کرتا ہے اپنی زندگی بھر
مسرت اور قناعت سے بہم آغوش
جو تینوں آتشوں میں اسے نکو خو
عمل کرتا ہے وہ اسے صاحب ہوش
وہ بعد از مرگ ہو جنت میں داخل
تیری خواہش بسر تھی جسکی نسبت
کرے اس نام کو ہر شخص منظور
کہ جسکو تو نے مانگا تھا مکرر
کرون ظاہر میں اوسکو بھی سراسر
کہ اسے فرمانروائے ہردو عالم
یہی رکھتا ہوں اب دل میں تمنا
کسیکو اس کی ہستی کا یقین ہے
وہ ہے کیا جو نہیں رہتا ہے باقی
کسیکو شبہ ہے اوسپہ یا بالکل فنا کا
یہ اسرار خفی سمجھے تو دیدا
کسیکو ہے یقین اسکی بقا سے
کہ جس سے شانتی حاصل ہو مجھکو
سو تم بردان ہو مجھکو عنایت

یہ جھکتا ہے سنکر تیرا بر
کہ یہ بر ہے نہایت سخت مشکل
بہت علما ہوئے پہلے بھی حال
انہیں بھی اس میں شک باقی رہا ہے
کیا ہے ہر طرح چیر فکر اور غور
یہ ایسا علم ہے باریک و برتر
تو مانگ ایسا اب بردان مشکل
ہو آسانی سے تجکو دے وہ دے تو
اگرچہ ہوں میں اب مقروض تیرا
کہا سُن اگر نہ اے صاحب جاہ
یہ ایسا رمز ہے باریک و افضل
کہ نہ یہ دیوتاؤں سے نہ پایا
بلاشک ہر طرح ہے اسکو عظمت
بجز ذات مقدس اور کامل
یہی بردان مجھکو دیجئے آپ
جناب مہرشی اسرار حقداں
تو لے مانگ اب تیران دلپسر کو
بہت سے فیل و اسپان سبک رو
تو سب کچھ مانگ لے اے فخر انساں

یہ فرمانے لگے وہ پاک برتر
نہیں احسان کرنا اسکا حاصل
دے حاصل ہوا نہ علم کامل
حقیقت میں کیا شے آتما ہے
کہ جانیں آتما کو ہم کسی طور
حصول میں ہے اسکی شک برابر
یقیں سے دیں ہو جسکے نہ کامل
مجھے تکلیف زیادہ تر نہ دے تو
نہ مانگ اسکو دیا مجھکو نہ آتا
بزرگ و نیک سیرت دانش آگاہ
نہ آ سکو کر سکے علما مکمل
سمجھ میں عالموں کے بھی نہ آیا
ہے سب دیوتاؤں میں اسکو فضیلت
کہاں ملجائے گا جس سے ہو حاصل
عطا کر کے معزز کیجئے آپ
یہ فرمانے لگے باعزت و شاں
کہ جن کی سو برس کی زندگی ہو
وہ گاوان و زر و سیم و گوہر کو
جو ہو دیں دہر میں عشرت کے ساماں

کوئی سے مانگ مجھ سے بر اعظم
درازی عمر کی چاہت اگر ہو
زر و مال و گہر اقبال و دولت
ہو جسکا ملنا انسانوں کو مشکل
جہانتک عیش و عشرت کی ہیں سامان
سوار رتھ زنان سیم پیکر
معہ سامان و ساز و رقص و نغما
رضا جو طاعت و خدمت میں یکسر
کہاں ایسے زنان ماہ طلعت
ہر اک انسان کو ہو دیں میسر
بجویہ دیتا ہوں میں حوران گلفام
دہی سے تو کہ جو تیری رضا ہو
ہر اک اقسام سے اوسکو لبھایا
کہا یہ شان اور اقبال و دولت
یہ سامان طرب اور جاہ و حشمت
فنا ہیں موجب رنج و تعب ہیں
کمال و گیان کو کرتے ہیں زائل
مجھے کرپا سے اپنی دیجئے آپ
جو ہے سب عیش و عشرت سے پیارا

خوشی سے کر تو اوس پر راج دائم
بڑھاؤں حسب خواہش زندگی کو
عزیز ہو جو وہ لے مجھ سے بکثرت
بانماد سے تو کر اب اسکو حاصل
تجھے دیتا ہوں میں اے راحت جاں
مثال حور رشک ماہ انور
جمال و صورت و سیرت میں یکتا
عطا کرتا ہوں تجھکو اے خردمند
حسین دیندار سا و نیک سیرت
برائے خدمت اے شاگرد برتر
رکھو خدمت میں تم اے نیک انجام
ولے پوچھو نہ علم آتما کو
ولے اوس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا
یہ اولاد و زنان و خوبصورت
یہ ملک و مال و تخت و باد شاہت
مثال مار و مثل نار سب ہیں
نہیں آنند مکتی کے مقابل
وہی اوپدیش مجھکو کیجئے آپ
نہانی راز اوس پر ماتما کا

سزا جوئی بداں اے عدل گستر ۔ وہی اسرار حق مجھپر عیاں کر
جو دیتی ہیں یہ حوریں رشک گلشن ۔ سواری اور باجوں سے مزین
مبارک آپکو یہ تاج اور تخت ۔ مبارک آپکو یہ ساز اور رخت
مبارک آپکو یہ تاج اور رنگ ۔ مبارک آپکو یہ نغمۂ و چنگ
مبارک آپکو حوران جنت ۔ مبارک آپکو یہ شان و حشمت
ترقی عمر اور اقبال و دولت ۔ بہت کم ہیں کہاں انکی یہ وقعت
کہاں آنند مکتی لائز آ لی ۔ کہاں یہ عمر سو دو سو برس کے
طمع سستی ہے گو چشم خرد در ۔ وہ بے بقا دور تر وہ تنک اختر
جہاں کے نعمت و دولت سی کامل ۔ نہیں کرتا کوئی تسکین حاصل
لہذا مجھکو اس کی فکر کیا ہے ۔ جو درشن آپ کا مجھکو ہوا ہے
ملیگی آپکی کرپا سے ساری ۔ جو ہونگی عیش حصہ میں ہماری
محافظ جب تلک ہیں خود بدولت ۔ ہے نفس و جسم میں چلنے کی طاقت
اسی سے میں نہیں یہ چاہتا ہوں ۔ یہ ہمیشگی عمر کا بر مانگتا ہوں
کہ یہ سب ملتی ہی رہتی ہیں دائم ۔ موافق کرم ہر انسان کو ہر دم
فنا کرتے ہیں یہ سب صحبت زن ۔ بشر کا علم و حلم و رنگ و روغن
بڑھاپا اور کہن سالی سے بچکر ۔ لیاقت مکت ہونے کی سمجھکر
بری حالت حواس و جسم کے جاں ۔ نہیں ہوتے ہیں گیانی اور جہاں
ثنائی بد سمجھکر عقل مند ان ۔ نہیں پھنستے وہ ہوتے ہیں گریزاں
دروغ و راست کی کرتے ہیں پہچان ۔ ہمیشہ راست بازی کی ہیں کوشاں

یہ دل اشیاء فانی پر لگانا
سنا مجھکو اسے مہاراج ہم آج
نہیں ہے یا کوئی یہ آتما ہے
اسی افکار میں دانا و علماء
جو حالت ہو کش کی لا انتہا ہے
وہی ناچیز کو بتلایئے آپ
جو یہ کہنے نہ قابل اور خفی ہے

بہلا کرتے ہیں کب تسلیم دانا
وہ علم آتما فرمایئے آج
اگر ہے تو کہاں ہے اور کیا ہے
لگے رہتے ہیں سب عقلا و فضلا
اور اس میں گیان و فکر آتما ہے
وہی کرپا سے اب فرمایئے آپ
بجز اس کے نہیں خواہش مری ہے

پر کھشم بلی تمام اب ہو چکی سب
بیان کرتے ہیں راز آتما اب

پہلی بلی ختم ہوئی

ہوئی سا گرد سے وہ وعظ پرداز
کہ سریہ اور پریہ دو طریقے
پریہ کا ہے گر آغاز پیارا
جہالت کے سبب ہر مرد سادہ
بلا تحقیق لاتا ہے عمل میں
کہ ہیں مخلوق میں دو نوں میسّر
سمجھتے ہیں نہیں اسکو وہ جاہل
ہیں جو انساں عالم اور خرد ور

لگے رو پوش کا کرنے وہ آغاز
چلے آتے ہیں دنیا میں سلف سے
دے اوسکا نہیں انجام اچھا
سمجھتا ہے نہیں اوسکا نتیجہ
پھنسا رہتا ہے پریہ کی شغل میں
وہ کرتا ہے برا اچھا سمجھکر
پریہ کے سدا رہتی ہیں غافل
خرد اونکی سہے نمائت پاک بد تر

وہی اس کام کو پہچانتے ہیں
عزیز و خوشنما خوش ذائقہ کے
اوسے لیتی ہیں جو ادنے سے ہیں افضل
جو ہیں سادہ وہ اس دنیا کی دولت
حفاظت میں لگے رہتے ہیں دائم
ہمیشہ لذتوں کے ہیں وہ پابند
طمع میں عورت و فرزند و زر کی
یہ محسوسات نفسانی کی زنجیر
مقید اس میں ہیں انساں بکثرت
تو بیشک لایق و فایق بشر ہے
بہشت و عشرت و اجلال سارے
دنیا ہیں کل نہیں ان کو لبھاتا ہے
یہ اچھے اور برے دونو طریقے
ہیں دونوں مختلف مثل شب و روز
لگا ایک بے شر میں بشر کو
دوم باریک وہ فضل علم ایشور
یہی مانا ہے پہلے عالموں نے
میں نچکیتا کو اچھا جانتا ہوں
پہنسا ہے گرنہ تو دنیا کے بھنور میں

دقائق اور حقائق جانتے ہیں
نہیں کرتے ہیں وہ خواہش نہ تمنا
وہ خواہش میں سرے کے ہیں ہر پل
جمع کرتے ہیں یا رنج و مشقت
سمجھتے ہیں اوسے آرام قائم
اسی خواہش میں رہتے ہیں وہ انند
نہ آیا تو سمجھکر اون کو فانی
نہ تجھکو کر سکے پابند و تسخیر
پہنسا اسمیں نہ تو کے تو نے نفرت
گرامی مرتبہ عالی گہر ہے
جہاں کی دولت اقبال سارے
بظاہر خوب ہیں باطن برا ہے
خلاف آپس میں رکھتے ہیں سلف سے
یکے تاریک دویم شمع افروز
جو اسو کی حسوں میں اسے نکو خو
بشر کے دل کو کرتا ہے منور
محقق وید داں دعا۔ فون نے
سبھکی ست است کا مانتا ہوں
نکل بھاگا نہ آیا شور و شر میں

یہ فرماتے ہیں پہر وہ اہل عرفاں
نہیں وہ جانتے اوس اصلیت کو
وہ بے علمی کی تاریکی کے باعث
خودی سے آپکو فاضل وہ جانیں
محبت دنیوی کے بس میں ہوکر
چلا کرتے ہیں مثل کور چشماں
نہیں ہے ست است کا گیان اوسکو
یہ فکر مال و زر دل میں بھرا ہے
کہ یہ مال و متاع و دولت و زر
پس مردن نہیں رہجائیگا حیف
یا اسکو زندگی میں جور و عنار
وہ ایسے ہی سدا رہتی ہیں مخمور
جو ایسے شخص ہیں بے علم و اگیان
ہیں جب اور تپ وغیرہ کے جو سادہن
نہ وہ لذات دنیا ترک کرکر
وہ اگیانی اسی عیش و طرب پر
سمجھتے وہ نہیں پرلوک کیا ہے
نہیں وہ جانتے بدلہ خطا کا
نہیں آواگون کا کچھ عقیدہ

جو ہیں سب بے علم اور ناحق شناساں
حقیقت میں وہ کیا شے ہیں نکو خو
ہیں لہو و لعب دنیا میں ملوث
نہایت عالم و پنڈت وہ مانیں
بلا سمجھے وہ اولٹے راستہ پر
ہے سب بے علمی سے دل انکا پریشاں
جہاں میں کور باطن جان اوسکو
جہالت سے ملفظ آمتا ہے
جو محنت سے کمایا ہے یہاں پر
نہ ہرگز کام ہمارے آئیگا حیف
نہ کر دیویں اسے کبھی برباد و سدار
نشانی فکر میں غمگین و رنجور
نہیں ہوتا ہے اون سے برہم کا گیان
لگاتے ہیں کبھی ان میں نہ وہ من
ایشور بھگتیاں میں ہوتے ہیں تت پر
لگے رہتے ہیں بہبودی سمجھکر
کہ ہیں ہم کون کسکا آسرا ہے
نہیں کچھ خیال ہے اونکو سزا کا
سدا رہتے ہیں وہ پابند دنیا

خطا کرتے ہی رہتے ہیں ریاکار
یہ فرماتے ہیں پھر وہ عدل گستر
بہت لوگوں کو سنتے کو میسر
جو سنتے بھی ہیں اُس کے وصف اکثر
نہیں پاتے ہیں وہ اُس آتما کو
کروڑوں میں کوئی اک مرد عاقل
عجائب تر ہے اس دُنیا کے اندر
جو اس گیان کو کرتا ہے حاصل
یہ علم آتما باریک و فضل
ہوا اس دنیا میں کبتا ہی خردمند
نہایت برتر و باریک تر ہے
جو یوگی تارک الدنیا ہوا ہے
ہے اوسکا پاک و صاف آئینۂ دل
وہی شاگرد کا اوستاد کامل
اٹھا سکتا ہے ان سے اعتراضات
ہٹا سکتا ہے اور راست اوسکو
نہ ہو گر اعتراض اوسپر نمایاں
یہ فرماتے ہیں پھر وہ عالم کل
اسے بجگیتا مرے شاگرد پیارے

سزا پاتے ہیں پھر وہ زشت کردار
بصد لطف و عنایات فسوں تر
نہیں ہوتا ہے وہ پھر برہم الجور
نہیں ہوتا ہے وہ پھر بھی میسر
اننت و ہمہ داں پرماتما کو
عجائب رمز بتلانے کی قابل
پرم کرپال انباشے میں تت پر
ہے وہ بھی سشا ذونا در مرد کامل
سمجھ سکتا نہیں باچیت چنچل
نہیں حاصل ہوا اوسکو برہم آنند
حصول اسکا نہ آساں اے پسر ہے
اور اوسکا آتما میں دل لگا ہے
کیا ہے آتما نے اسکو حاصل
کرا سکتا ہے من قائم بمشکل
دکھا سکتا ہے وہ کشف کمالات
لگا سکتا ہے اوسکے برہم میں لو
تو کر سکتا ہے حاصل برہم کا گیان
بصد الطاف و باشان تجمل
خرد جو تجھ کو دی میں نے عطا ہے

نہ اسپہ معترض ہونا کبھی تو
تو اے شاگرد ہے پیارے پیارا
علیحدہ اعتراضوں سے جو یہ گیان
وہ افضل گیان کا ہوکر معادن
ترا یہ گیان استقلال پر ہے
یہ اتم گیان اور استقلال ترا
کوئی شاگرد دیگر آتما جو
گذارش ہے یہی پرم آتما سے
ہو خواہاں مثل تیرے آتما کا
کہا پھر دولت و حشمت و اقبال
نہیں ہیں مستقل یہ جانتا ہوں
کبھی ان میں وہ نور لایزالی
نہیں انسان کو ہوتا میسر
اسے چکھنا کہا ہے جو طریقا
بتایا گھی کو اور سامگری کو
پھر جب وید اقدس روزمرہ
پھر اوسکے پھل کی کچھ خواہش نہ کرنا
جو ویدک کرم کو کرتا ہے دائم
اور اسکرن اوسکا ستہ ہوکر

نہ اسکو ترک کرتا اے ذکی تو
نہایت لائق و فائق ہمارا
کسی لائق کو دیوے کوئی وردان
کرے پاک و مصفا شیشۂ من
دعا میری یہ اے نور بصر ہے
ہو پورا اے پسر یہ ہے تمنا
ملے مانند تیرے اے نکوخو
ہو واقف اور بھی اس آتما سے
یہی ہے سرو یا پک سے تمنا
فنا ہیں سب جہاں کے یہ زروال
نہیں میں غیر قایم مانتا ہوں
تغیر سے بری و غیر فانی
ہوا ہے یہ مجھے تحقیق و اظہر
ابھی میں نے وہ اگنی ہوترویک کا
چڑھانا آگ میں اور آہوتی کو
وہ اگنی ہوتر آدمی کرم کرنا
سمجھنا روزمرہ قرض اپنا
خرد ہو پاک اوسکے من ہو قایم
قدیمی برہم میں ہوتا ہے تت پر

ہے نکلیتا تو غایت نیک خصلت
ہوا تو صحبت زن سے گریزاں
ہو جس کی وجہ سے مخلوق پیدا
ہوا شیدا نہ تو اوس سلطنت کا
کہ جسکا کل عالم مدح خواں ہے
ہوا اکرشا ہے جس میں جگ مشہور
تمام عالم کے جس میں حشمت و جاہ
ہے سب دنیا میں اوسکی بادشاہت
یہ سب لذات دنیاوی ہیں جتنے
اونہیں تو دیکھکر لقمہ فنا کا
نہوں انجام اون کا دیکھکر تو
جو علم و فضل میں یکتا ہی انساں
حواسوں سے حسوں کو وہ ہٹا کر
لگاتا ہے نہیں من اندریوں میں
حصول یوگ سے کرتا ہے حاصل
حواسوں کی شناسا سے بری ہے
جو انتشکرن اور جیوآتما ہے
وہ جب وعقل میں ہر دم ہے قایم
جو ایسے آتما کو جانتا ہے

کہ یکسو من سے تیرا صاف طینت
کیا ترک عیش اور عشرت کا سامان
ہوا اوسکا نہ تو زنہار شیدا
ہوا خواہاں نہ ایسی ملکیت کا
وہ تخت جسکرودتی بگیماں ہے
بنام راجسوا سے باخسرو پور
ہیں موجود ہر گھڑی اسے دانش آگاہ
عظمت شان و شوکت جاہ و حشمت
سب ہی حصے میں آجاتے ہیں اوسکے
مرقع غلطی و سہو و خطا کا
پھنسا نہ اس بلا میں اسے اسیر تو
اور اوسکا مستقل ہے دھیان و گیان
کرے قایم ہی من کو آتما پر
پھنساتا ہے نہیں دل خواہشوں میں
کہ جسکا جاننا ہے سخت مشکل
اگر موجود ہے لیکن خفی ہے
خفی ہے ان میں اور جلوہ نما ہے
ہر ایک جا ہے منور نور دائم
دوامی اور حقیقی مانتا ہے

وہ بحر شور کے مانند انساں
نہیں ہے دوست و دشمن کوئی اوسکا
اگر اوستاد کامل سے وہ انساں
پذیرا کر قواعد کے موافق
تو اپنی آتما میں دھیان کرکے
وہی عامل بموجب حکم کامل
اوسی پرماتما میں ہو کے واصل
اے نچکیتا ترا یہ ھنانہ دل
تجھے میں اوسکے قابل جانتا ہوں
اوس اچارج سے نچکیتا یہ سنکر
جو ویدک دھرم کے پھل اور سادھن
بجز اس کے نہ کرنے کے ہے قابل
کہے ہیں سب وہ نے ان سے علیحدہ
یہ چھوٹی اور بڑی اشکال دنیا
سبب کل اور یہ اسباب سارے
جو ان سے گاہ وابستہ نہیں ہے
زمانہ ماضی و مستقبل و حال
علیحدہ ہے حواسوں کی حسوں سے
وہ شے فرمایئے با مہربانی

سدا متحمل و قائم ہے یکساں
نہ ہوا اوسپہ اثر عیش و تعب کا
سمجھکر اور سنکر حال یزداں
عمل کرتا ہے ہردم وہ محقق
کرے ہے وصل اوس پرماتما سے
عمل سے ہے جو خوش کرنیکے قابل
پرم آنند کو کرتا ہے حاصل
ہے بیشک برہم کے رہنے کے قابل
بلاشک وصل ہو یہ مانتا ہوں
ہوا گویا کہ اے کامل رکھیشور
کئے ہیں آپ نے ہر طرح روشن
ثمر رنج و محن جسکا ہو حاصل
جو ہے وہ برہم میں اوسکا ہوں شیدا
جہاں میں جسقدر بھی ہیں یہ اشیا
جو ظاہر اور مخفی ہیں جہاں کے
ہر ایک شے میں ہی آلودہ نہیں ہے
نہیں کرتا ہے جب پھر فعل اور قال
بری ہر چیز سے ہے جو کوئی شے
ہو پیدا کیجئے راز نہانی

اب اوس شاگرد سے وہ صاحب علم / ہوے گویا باستقلال و باحلم
جو حرف اوم ہے اسم معظم / اوسیکا ذکر ہے ویدوں میں پیہم
اوسی کے واسطے عشق ناو کامل / عبادت اور صداقت کے ہیں عامل
اوسیکو اس طرح کہتے ہیں علما / کہ افضل اونکا رہتا نام اوسکا
ہمیشہ برہمچرج آشرم میں وہ دواں / اوسی ایک برہم کے رہتے ہیں جو یاں
قواعد اور فرائض کو ادا کر / رہا کرتے ہیں دایم شاد و خوشتر
اوسی ایک اوم پد کو باطریقا / بیاں کرتا ہوں تجھ سے مختصر سا
یہی پد اوم ہے خلقت میں وہ پانک / اسی کو جاننا تم واجیہ واچک
بلاشک برہم انباشی یہی ہے / نہیں ہے اس سے افضل اور کوئی شی
یہی ہے سب سے اعلی اوم اچھر / نہیں ہے اور کچھ بھی اس سے برتر
اسی کو واجیہ واچک جان کر جو / لگاتا ہے اوسی پر برہم میں لو
اگر وہ چاہے اس دنیا کی لذت / ضرور اوسکو میسر ہو بہ عجلت
ہو خواہشمند وہ پرلوک کا گر / وہاں کی اوسکو نعمت ہو میسر
یہ ہے پہلی قسم کی جو پرستش / بہت بہتر ہے کر تو اسکی خواہش
یہی ہے سب سے بہتر آتمک گیان / اسی کا تجھکو رکھنا چاہیئے دھیان
اسی سے مقصد و عیش و مسرت / حصول ہوتے ہیں انساں کو بکثرت
اسی سے برہم کو پہچان کر وہ / اننت وسر دیا یک جان کر وہ
بری ہوتا ہے سب رنج و محن سے / ہو ساکن برہم میں وہ سانت من سے
مسرت دائمی کو کر کے حاصل / وہ ہووے برہم کی خلوت میں داخل

پرستش کے یہاں ہوتا ہے قابل
بوقت اولیں وہ تیسرا بَر
کہ بعد از مرگ کیا رہتا ہے باقی
کیا تھا اوس نے و لآتما کو
بتایا گیان اوسکو آتما کا
دوبارہ پھر براہ لطف و الطاف
وہ اول تین منتروں سے کہا تھا
تولد سے بری یہ آتما ہے
نہ مرتا ہے کبھی یہ جسم کے ساتھ
نہ اس سے ہو کوئی اولاد پیدا
نہ ہرگز مادہ اسکا سبب ہے
اجما اور ہمیشہ آتما ہے
نہ گھٹتا اور بڑھتا ہے گہے یہ
اگرچہ جسم میں موجود ہے یہ
فنا ہوتا ہے جب یہ جسم خاکی
ہر اک مغرور دل میں جانتا ہے
جو مارا جائے گا یہ جانتا ہے
نہیں وہ جانتے ہیں اصلیت کو
نہیں ہتیار اسکو کاٹتا ہے

فدا کرتے ہیں اوسپر جان و دل
جو نچکیتا نے مانگا تھا سہ کرر
نہیں رہتا ہے یا رہتا ہے کچھ بھی
یہ جان جسم اور پرماتما کو
اننت دنت و ست پرماتما کا
کہیں گے راز ہر دو آتما صاف
یہ دو منتروں سے کرتے ہیں ہویدا
نہ مادے جسم سے پیدا ہوا ہے
یہ پیدا ہو کبھی نہ جسم کے ساتھ
نہ ہو یہ مادے شے سے ہویدا
یہ صورت شاذ و نادر اور عجب ہے
نہیں اسکو فنا دائم بقا ہے
ہمیشہ آج کے مانند ہے یہ
ولے مخفی ہے اور مفقود ہے یہ
ولیکن آتما رہتا ہے باقی
کہ میں نے قتل کی یہ آتما ہے
کہ بیشک آج قتل آتما ہے
اس ازلی روح کی کچھ ماہیت کو
نہ یہ خود بھی کسیکو مارتا ہے

جو ہے باریک تر سب سے نہایت ۔ وہ فرماتے ہیں اوسکو با صراحت
بیاں ہے خاصکر پرماتما کا ۔ نہیں باریک جس سے کوئی ذرا
وہ ہر اجسام میں ہر دم ہے قایم ۔ حواسوں سے بری رہتا ہے دایم
حواسوں میں سماتا وہ نہیں ہے ۔ حسوں میں وہ کبھی آتا کہیں ہے
لہذا لاشبہ باریک سے ہے وہ ۔ خرد سے دور ہے نزدیک ہے وہ
محیط کل وہ پرماتما ہے ۔ زمین و آسماں سے بھی بڑا ہے
ہر ایک اشیا میں ہے وہ سر بسر ایک ۔ نہیں اوس سے علیحدہ کوئی بیشک
بڑے سے ہے بڑا لاانتہا ہے ۔ عظیم الشان ہے لیکن چھپا ہے
ہر ایک ذی روح کے ہردے کی اندر ۔ ہے ایک گوشہ میں اوس کی جا مقرر
جو ایسے برہم کو دنیا کے اندر ۔ سمجھنے کی بشر خواہش کرے گر
تو اوسکو چاہیئے بے لوث ہوکر ۔ امید پھل کو دل سے اپنے کھوکر
ہمیشہ نیک عمل کرتا رہے وہ ۔ جہاں کے عیش و غم دونوں سے وہ
وہی ہے مستقل سیرت جہاں میں ۔ نہیں پھنستا حسونکی درمیاں میں
سدا رکھتا ہے اندر کو نظر وہ ۔ تعلق ظاہری کو چھوڑ کر وہ
ہوا آزاد ہے رنج و محن سے ۔ وہ عالم شدہ بدی اور من سے
عظمت آتما کی جانتا ہے ۔ محیط جملہ عالم مانتا ہے
یہی کرتے ہیں پھر یم راج ظاہر ۔ جو ہیں سب راز پوشیدہ سے ماہر
وہ ہے سردنر ادر ہے سرودیا یک ۔ اسی سے ہے یہاں اور انتہا تک
کوئی چلجائے گر منزل بہ منزل ۔ وہاں وجود پاسے نور کامل

وہ بھید اسرار دان راز مخفی
بحالت خواب یہ روح مقدس
علیحدہ اندریوں سے کر کے من کو
ہر ایک جا من کے طاقت سے رواں ہو
اگرچہ ہے جسم میں بالذات قایم
جو اس چیتن جلوہ سے ہے مشغول
وہ پرمیشور ہے اور آنند سے ہے
اور ہے اس جسم میں جیواتما جو
ہے اسمیں سکھ و دکھ نفرت و رغبت
علاوہ مکت کے زنہار زنہار
جہانتک بھی ہیں یہ انسان و حیوان
وہ سب کے جسم میں دیاپک ہے ہر آن
اچل ہے اور ہمیشہ ایک رس ہے
جو اس لاانتہا دیاپک کو جانے
نہ پرمیشور پڑھانے سے عیاں ہو
کوئی ہو شاستر داں کتنا ہی قابل
اوسکے ہو وے نہ یہ دولت میسر
وہ کر سکتا ہے حاصل اسکو انساں
وہ اپنے دل سے اور قول و عمل سے

بیان اس روح کے کرتے ہیں تن
قدیمی سنسکار روح ہو ہے بس
تمو گن میں پھنسا کر اپنے من کو
یہ انتہکرن سے جلوہ فشاں ہو
ولی رہتا ہے اوسکا دور دایم
نہیں معلوم جسکا عرض اور طول
ولی آنند دنیا سے پرے ہے
ہمیشہ بھوگتا ہے دکھ و سکھ کو
قدامت سے یہی ہے اسکی عادت
نہیں جانے کوئی بھی اسکے اسرار
جڑ ہن اور ہن باغ و بستان
بلا جسم و نشاں رہتا ہے یکساں
نظام دنیوی بس اوسکے بس ہے
وہ عالم کچھ عجسم دنیا نہ جانے
نہ پند و وعظ سے اوسکا بیاں ہو
نہ رکھتا ہو اگر وہ ایک سو دل
نہ ہو پربرہم کی وصلت میسر
نہ ہووے دل کبھی جسکا پریشاں
یہ یکسو قایم اپنے من کو کر کے

اوسی کی اشتیاق اور پیار تمنا میں
لگاتا ہے جو وہ اپنا سدا دل
تو اوسکا صاف ہو کاشانۂ دل
اوسی سے بہم ہے ملنے کے قابل
اوسی کے دل میں وہ جلوہ نما ہو
جو انسان چوری و جہل و کپٹ سے
دل اوسکا زشت کاری سے بھرا ہے
غرض جسکی کی مالغت سلف سے
ہوا ہے جو ہیں ان سے علیحدہ
اوسے دشن : ہو زینہار زنہار
جو بس میں اندریوں سکے ہو کی مدہوش
ہے اوسکے دل میں پیدا اضطرابی
نہیں ملتا اوسے وہ پاک و برتر
یقیں جسکو کسیکا بھی نہیں ہے
یا دل میں بھرم سا رہتا ہے دایم
اوسے ہرگز نہیں ہوتا ہے درشن
کبھی ہوتا نہیں من شانت جسکا
لگا رہتا ہے چاہت میں شر کے
نہیں پاتا ہے وہ اسے طفل دانا

اوسی کی عظمت و حمد و ثنا میں
اوسی کی یاد میں بادھیان کامل
مبرا ہو گنہ سے خانۂ دل
اوسیکا پاک ہے آئینۂ دل
دکھا دیتا ہے اپنا نور اوسکو
دروغ و جہل و بدکاری سے پرہیز
وہ کرتا کار بد اور ناروا سے
بموجب بید کے اور شاستر کے ہی
اوسے حاصل نہیں ہو اوسکا جلوہ
وہ ہے بد اور گنہ گار و خطا وار
حسوں کو اوسنے کرتا ہے ہم آغوش
لگا رہتا ہے خواہش میں وشئے کی
رہے چاہت میں وہ مدت تلک گر
نہ خالی ہے من اوسکا شبہ و شک سے
کبھی ہوتا نہیں من اوسکا قایم
نہ اوسکے دلمیں ہو وہ جلوہ افگن
ہوا ہے وہ نہ خواہش سے مبرا
بھرے دلمیں ہے خواہش سیم و زر کے
ذرا بھی راز اوس پرماتما کا

حسوں کی خواہشیں موقوف کر کر　　　اور اون کو پنج کی صورت نظر کر
بشر ویراگ میں ہوتا ہے قایم　　　تمنا موکش کی رکھتا ہے دایم
وہ پا سکتا ہے اس جان جہاں کو　　　وہ کر سکتا ہے حل راز نہاں کو
جب آجاتا ہے وہ روز قیامت　　　تو اس دُنیا کے یہ سامان وقامت
فنا ہوتے ہیں سب دار الفنا میں　　　سما جاتے ہیں اس پرماتما میں
برہمن چھتری دونوں سمائیں　　　مثال طعام سب اوس کے شکم میں
سماتا ہے شکم میں اوسکے ہر فرد　　　کہ جیسے بھات پر بہتہ روغن زرد
یہ مرتو بھی فنا ہوتا ہے اوسدم　　　جب ہوتا ہے فنا یہ سارا عالم
جو حالت برہم کے ہے لایزالی　　　قدیم ولافنا وغیر ثانی
ہمیشہ ایک رس اور لا تغیر　　　یاسے جیسا بھی اور ہے جس طرح پر
بجز اوس ذات کے ہووے نہ اظہر　　　جو جیون مکت ہے دُنیا کے اندر
وہ نرگن ہے نرا کار وامر ہے　　　اننت و سرد و یا پک ہے اجر ہے
لہذا کون بتلا سے ہے ایسا　　　بخوبی روپ اوس پرماتما کا

اشارہ سے بتا سکتا نہیں ہے
حقیقت صاف پا سکتا نہیں ہے

دوسری بلی ختم ہوئی

ہوا اب دوسری بلی کا انجام　　　ہے جسمیں راز مخفی اسے نکو نام

جناب حضرت سے ذی علم و ذی شان
یہ برہم و جیو دونوں ایک جا ہیں
جو پھل بھوگے ہے جیو اعمال کے یہ
جو یہ جیو آتما کرتا ہے اعمال
انہیں پر برہم عالم دیکھتا ہے
سے کے پاتا ہے پھل اپنے کئے کا
سے کے ایکتر اور الپ گھیرے جان
سے کے تاریک ہے مانند دیجور
جو عالم برہم گیانی وید خواں ہیں
جو ہیں ترنا چکیت اگنی کے عامل
جنہوں نے پنج اگنی کو تپا ہے
ہوں اور یگ کرتے ہیں جو دایم
انہوں کا آتما یہ مثل پل ہے
سدا ہے دہرم سے جڑتے جو پرتھک
ہوں ایسی آتما سے واقف ہو لوگ
جو دکھ سے پار ہونیکے ہیں خواہاں
انہیں پیارا ہے اور ہے سب سے برتر
نہیں ہو وے شناسائی کی طاقت
پھر اب وا سندہ رمز حقیقی

بیان کرتے ہیں برہم ودیا کا گیان
اس پردے میں مخفی جلوہ نما ہیں
عمل کرنے میں خود مختار ہے یہ
با آزادی ہمیشہ راست و ابطال
بموجب کرم کے دیتا جزا ہے
دو یم اوسکو کئے کا پھل ہوگا تا
دو یم سروتر اور سروگیہ ہے جان
دو یم پرکاش مثل روز پر نور
وہ ایسا مانتے ہی سب گماں ہیں
نہایت فاضل و ذی عقل و قابل
انہوں کا بھی یہی بس مدعا ہے
وہ گیان و یوگ میں رہتے ہیں قایم
او ترتے بحر دنیا کو ہیں اس سے
مشکل گیان ست اور سترو یا یک
ہمیشہ کرکے اوسکا دھیان اور یوگ
جہاں میں عامل و دانا و ذی گیان
وہ انباشی و سرو آدھار ایشور
اوسے دھارن کریں یہ ہو لیاقت
بیان کرتے ہیں یہہ تمثیل رتھ کی

کہ یہ انسان کا ہے جو جسم خاکی
وہی ہے برہم صانع اسکا ہر طور
اسے مانند رتھ کے جان لے تو
ہے اسکو ایک رتھوان کی ضرورت
اوسے بدھی سمجھ تو اے خرد ور
اور ہے من یہ مثال باگ اسپاں
جو اس سمیں ہیں گھوڑے باد رفتار
ہیں محسوسات مثل راہ یکسر
وے خواہش ہے یہ جیو آتما کی
کہ اوس پرماتما سے ہو ملاقی
یہی جیو آتما کی ہے تمنا
وے رتھ میں جو چنچل ہا دیا ہیں
وہ ہیں یہ اندریں جیو آتما کے
تمام اس جسم سے مخلوط ہیں یہ
یہ سب من کے اشارہ سے ہمیشہ
انہیں میں جیو بھی ایسا پھنسا ہے
ہمیشہ ساتھ ان کے راہ بے راہ
ہے ایسا تابع فرمان انکا
اگر رتھوان ہے بدھی پاس اس کے

نہ ہے اس کے دست قدرت زنکے
بنایا ہے اوسی نے اسکو باخود
سوار اس میں ہے روح یہ مانیے تو
چلانے کے لیئے اسے ذی لیاقت
جو ہے اجسام انسانی میں برتر
کہ اس سے اسپ ہوں سب زیر فرمان
نہ جو روکے رکیں زنہار زنہار
چلا کرتا ہے رتھ ان میں برابر
یہ بیٹھا ہے جو جسم رتھ میں مخفی
ملی جس سے بہت مدت ہے گذری
کہ درشن ہو مجھے پرماتما کا
مثال خیال و مانند ہوا ہیں
وے شے میں جیو کو جو ہیں پھنساتے
نہایت تیز اور مضبوط ہیں یہ
چلا کرتے ہیں راہ جا و بیجا
کہ اوس پربرہم کو بھولا ہوا ہے
چلا کرتا ہے ہر جا مثل گمراہ
کہ جا یز کرم کو اکثر ہے بھولا
وے بیہودہ ہے اور بخبر ہے

وہ جاتا ہے ان گھوڑوں کو بس میں
لنگ اندریاں مانند اسپاں
مثال رتھ ہے جسم آتما کو
پھنسا کر طمع و غیض و غضب میں
کیا قابو میں اپنے جس نے من کو
ہمیشہ ست اَست کا ہے سمجھدار
اور اسکو امتیاز نیک و بد ہے
وہ بس میں کر کے اپنی اندریوں کو
چلاتا ہے انہیں راہ نیکو پر
اور ہے دنیا میں جو انسان ریاکار
نہیں جس نے کیا قابو میں من کو
وہ انساں مثل رتھ واں بے خبر ہے
ہمیشہ ہے خرد اوس کی پریشاں
حواس و حس کا تابع ہو کے بے عقل
سدا سے ہے جو یہ مخلوق فانی
اسی چکر میں پیدا اور فنا کے
جو جہل ست اور کپٹ سے ہے مبرا
ہے عالم اور گیانی نیک خصلت
جو ہے پرماتما ملنے کے قابل

پھنسا رہتا ہے خود حرص و ہوس میں
جو نا شائستہ ہیں اور غیر شایاں
سمجھالا ہے اور آزاد ہے جو
گرا دیتے ہیں بس غار تعب میں
ہے یوگ ابھیاس اور ویراگیہ جس کو
ہے عالم باعمل اور نیک کردار
وہ عالم عامل کا اسعد ہے
طرح شائستہ اسپاں سبک رو
حصول کار میں ہوتا ہے خوشتر
غلاظت سے بھرا اور ہے گنہ گار
نہ رو کا خوب گھوڑوں کے رسن کو
ہر ایک مقصد براری اوسکے رد ہے
وہ کب ہے ایسے جسم رتھ کے شایاں
نہیں کرسکتا حاصل برہم کا وصل
سدا پا درد و رنج و غم کے بانی
چلا کرتا ہمیشہ وہ بشر ہے
ہے پاک صاف انتشکرن جسکا
برے افعال سے کرتا ہے نفرت
وہ اوسکے وصل کو کرتا ہے حاصل

بری ہو وہ سدا رنج و تعب سے
سنادار مسرت دائمی ہے

پھر اوسکو رنج و غم دنیا کا زنہار
ستا سکتا نہیں اسے نیک کردار

جو ہے پاکیزہ دل جپ اور تپ سے
تمیز اوسکو دروغ و راستی کی ہے

خرد بھی اوس کی اس عاد الفنا میں
لگی رہتی ہے کارِ آتما میں

جو کرتا ہے سدا پرمارتھ ساوھن
مبرا زنگ سے ہے شیشۂ من

جو ایسا کوچواں ہو پاس اوس کے
تو باگِ من سے گھوڑے اندریوں کے

چلاتا ہے سدا راہ نکو پر
رہے وہ مقصدِ آقا میں تت پر

وہ انساں مرگ و پیدائش سے ہو پاک
نجات دائمی پاتا ہے بےباک

جو سب سے افضل و افسر ہے ایشور
جہاں باں خالقِ مخلوق برتر

اوسے بیشک ہے وہ ہوتا ہی حاصل
وہی دنیا میں ہے مکتی کے قابل

یہ فرماتے ہیں پھر مہاراج ذیشاں
گرامی مرتبت اسرارِ حق داں

کہ یہ جو جسم میں دس اندری ہیں
حواس ظاہری اور باطنی ہیں

ہیں محسوسات ان کے ان سے برتر
پھر ہے باریک من ان سے گذر کر

خردِ من سے بھی ہے باریک و برتر
ذکاوت میں ہے جو مشہور و اظہر

مہت تت اس خرد سے بھی بری ہے
پرکرتی ہے لطیف و پاک اس سے

پرکرتی سے پری جیو آتما ہے
لطیف اس روح سے پرماتما ہے

نہیں افسر کوئی پرماتما سے
وہ لامحدود حد مخلوق سے ہے

جہاں کی آخری منزل یہی ہے
نہ اس سے بہتر و برتر کوئی شے

کیا ہے قاعدہ میں جس نے پابند
ہر ایک دنیا کی شے کو اسے خردمند

خلاصت قاعدہ طاقت بھی کہا ہے
جسے تحقیق جانا یوگیوں نے
وہ پوشیدا ہے ہر جی ردھ کر اندر
بہت انسان متلاشی ہیں اوسکے
سبب کیا ان سے وہ باریک تر ہے
ہر ایک ذرہ میں تا مہر منور
کہا جاتا ہے پوشیدہ اسی سے
نہ ایسا وہ کسی شے سے ڈھنپا ہو
ہے بلکہ سب جگہ پر جلوہ افگن
خرد جو دام خواہش میں ہے پابند
نہیں اپنی خرد میں وہ سماتا
جو کشش کے نوک سے باریک تر ہو
نہایت عقل اوس کی دوربیں ہو
وہ انسان دیکھ سکتا ہے بلاشک
ہے جس کی عقل پاکیزہ نہایت
وہ انساں اپنے من میں اندریونکو
کرے قایم یکایک اپنے من میں
خرد بھی گیان سے روشن ہو اوسکے
بہت تست میں کری لے پہر خرد کو

ذرا جنبش کرے مادے کوئی شے
کیا تحقیق عالم عالموں نے
حواسوں سے نہیں ہوتا ہے اظہر
وہ ملتا نہیں ان اندریوں سے
لطیف و پاک ہے نزدیک تر ہے
ہے اوس کی روشنی ای نیک اختر
حسوں میں وہ نہیں ہے اندریوں کے
کسی یکجائی پردہ میں چھپا ہو
منور نور چوں خورشید روشن
حسوں میں اندریوں کے ای خردمند
نہ عقل و ہوش میں ایسے وہ آتا
سمجھ سے ہر وشے باریک تر کو
سمجھ لیوے کہ نہ ہر باریک تر کو
ذکا کے چشم دل پر لا کی عینک
خرد وسے نہایت نیک خصلت
بری کر دی ہوں محسوسات سے جو
نہ لاوے سمع و بیں و سخن میں
کرے قایم خرد میں من کے ڈورے
نہ لاوے دہیان میں تردید و رد کو

مست تت کو کرلے لے آتما میں
لگاوے آتما پر ماتما میں

ہر ایک انسان کو باصدق والفت
موافق تذکرہ بالا ہدایت

مناسب خواب مدہوشی سی اٹھکر
جہالت چھوڑکر بیدار بنکر

کوئی آچاریہ عالم اور قابل
خردمند ودے کے اوستاد کامل

ملی جس جا وہاں پر آپ جاکر
ہر ایک عنوان کی خدمت اداکر

کرے اوسکو گرو اپنا مقرر
تہ دل سے تسلیم خم کر

پھر اوس سے ست اَست تحقیق کرکر
لگاوے من کو اپنی آتما پر

نہیں یہ راہ ہے کچھ سہل و آسان
کہاں پاتا ہے شہرت کاہل انسان

وہ علمار سلف جو دور ہیں تھے
بیاں کرتے ہیں طرز علم ایسے

کہ علم آتما کے جو ہیں اسرار
نہیں ہے ہر بشر اون کا سزاوار

چھری کی دھار جیسے آب کی ہو
روانہ اوسپہ ہو رکھکر قدم کو

ہے ایسا راستہ یہ سخت مشکل
نہایت دقتوں سے ہووے حاصل

ندا آکاش کا گن ہے ہمیشہ
خلا سے برہم ہے دایم علیحدہ

وہ قوت لامسہ سے ہے مبرا
کہ یہ گن جان لے تو ہے ہوا کا

نظر آتا ہے جو اگنی کا گن ہے
یہ قوت باصرہ کا بیخ و بن ہے

وہاں پر پہونچتی کس کی نظر ہے
نہیں واں چشم بینش کا گذر ہے

کہاں ہے شکل و صورت آتما کی
نظر پڑے جو اوسپر چشم وا کی

وہ قوت ذائقہ سے بھی بری ہے
کہاں پانے کو تاب ہمسری ہے

زمین کا گن ہے بوا سے صاحب ہوش
نہیں کر سکتے وہ اسکو ہم آغوش

ایسی تجلی کو سمجھ بنیاد ہینی
نہیں ہے تا کسی گن میں وہ بیشک
وہ اپنا شے ہمیشہ ایک رس ہے
کسی کی ہے نہ وہ علت اوپادان
سدا سر دتر اور لا انتہا ہے
جو ایسا برہم ہے باریک دیکھتا
جہاں کے مُردن و زادن سے بچکر
بجی ہوتا ہے وہ رنج و بلا سے
یہا چاریج اہل دانش دور اندیش
کہا ہے اپنے شاگرد ذکی سے
قدیم و لازوال اوپدیش ہے یہ
جسے شاگرد اور استاد کامل
دو ہے اوپدیش اوس پرماتما کا
کوئی شاگرد لایق اور فایق
سمجھکر دیکھنے قابل جو ہے برہم
اوسے وہ عالم و دودان انسان
عبادت کے ثمر سے سیر ہو کر
جہاں میں قابل تعظیم ہووے
وہ انسان جسکا من ہوتا ہے یکسو

کہ ہے یہ قوت شاہلی ہستی
کر سب گن سے ہے وہ نرگن ہے بیشک
نہ اوسی کارن اوسکا کوئی کس ہے
مہت تت بھی ہے باریک تو جان
وہ لاثانی ہے اور دایم بستا ہے
اوسیکو جان کر انسان دانا
وہ ترجیاتا ہے یہ سنسار ساگر
نہیں پاتا ہے دُکھ دار فنا سے
بموجب دید پرمیشور کا اوپدیش
کیا مقبول ہے اوسنے خوشی سے
سے علم اور دور اندیش ہے یہ
یہ بحث و تذکرہ کرتے ہیں حاصل
جو ہے ویدوں میں لاثانی دیکھتا
کسی آچاریج سے سُنکر دقایق
بشر کے اندرون دل ہے جو برہم
بچشم عقل دل لیتا ہے پہچان
وہ عالم باعمل کامل خرد در
سبھا میں لایق تکریم ہووے
حواس دیران پر پاتا ہے قابو

ہمیشہ پاک ہے اور مستقل ہے
جو ایسا شخص ہو بہتر و قابل
وہی ہو جانے کا اوس کے شایاں
جو تنہائی میں بتلایا ہے جاتا
سبھا میں برہمنوں کے گروہ اپدیش
یا جس جا عالم و فاضل برہمن
وہاں ہو تذکرہ پرماتما کا
تعجب کیا کہ وہ اوپدیش کامل

سرور و رحم میں یکساں اوسکا حال ہے
اگر دے سے پاسے پھر اوپدیش کامل
سوا اوس کے نہ جانے کوئی انساں
مکمل علم اوس پرماتما کا
بیاں فرمائے کوئی دور اندیش
پیے آب خورشی ہوں جلوہ افگن
وہاں اوپدیش ہوا س آتما کا
فراواں ہو سپے مردانِ عاقل

سویم بلی ہوئی یہ ختم یکسر
چہارم کا بیاں اب سن خردور

تیسری بلی ختم ہوئی

کہا تھا تیسری میں یہ نہاں راز
چہارم میں بیاں کرتے ہیں مہاراج
بلا باریک دانش کے سبب کیا
وہ پرستور جو ہے بالذات قایم
بنائی اس نے ہیں یہ اندریں سب
علاوہ ان کے جو کرم اندریں ہیں
حسوں پر ہی سدا رہتی ہیں گرتی

خرد باریک سے ہووے عیاں راز
جہاں میں نامور یمراج سرتاج
نہ ہووے منکشف راز آتما کا
بلا امداد اور آزاد دایم
زبان و چشم و گوش و بینی و لب
سبھی وابستہ رہتی ہیں حسوں میں
صفت ایسی ہے ان کی برہمنے کی

اسی باعث سے بیسر دی موشے کا
نہیں دیکھے کوئی اسی نظر کر
کوئی انسان جس نے اپنی آنکھیں
ہمیشہ وصیان کی رکھتا ہے خصلت
اور اسکے دلمیں چاہت موکش کی ہے
وہ انتشکرن میں پرماتما کو
جو ہیں بے عقل اور کم فہم انساں
نظر کرتے ہیں اپنی نہ رخوں پر
اگرچہ جسم سے ہیں وہ علیحدہ
جو موت ہر اک بشر پر ہے مقدم
ہواسوں کے سدا بند ہن میں آکر
بجزان کے جو عالم باعمل ہیں
وہ عالم مستقل مکتی کی حالت
کر ایسا خیال دل میں اپنے قایم
نہیں کرتے ہیں راحت کی تمنا
ہے جیسے نیّر اعظم جہاں میں
وہ اپنے نور سے کرتا ہے اظہر
اسی انداز وہ پرماتما بھی
جو سب چیزوں کی علت فاعلی ہے

ہمیشہ دیکھتی ہیں یہ تماشا
دردن قلب خود نور شور
بہر نوع دل سے اپنے بندگی میں
یہی ہے روزمرہ اسکی عادت
دل اسکا نوش وعصیاں سے بری ہے
بہ عقل ودہیان وہ دیکھے شاں ہو
وہ رہتے ہیں سدا پابند عصیاں
بجان ودل فدا ہوتے ہیں ان پر
و لے رہتے ہیں دایم انکو شیدا
وہ اسکے دام میں پھنستے ہیں پیہم
فنا ہوں مردل و زادن سو پاکر
وہ استقلال پر ہیں اور اٹل ہیں
ہو جس میں لازوال حاصل مسرت
سمجھ جاتی و شئے مشکہ کہ وہ دایم
وہ عیش دنیوی سے ہیں مبرا
ہر ایک اشیا ظاہر اور نہاں ہیں
ہر ایک اشیاء مخفی کو جہاں پر
تاہر ایک ذی روح کے اندر ہے مخفی
لشکل گیان ہر شے میں مخفی ہے

اسی کو حاضر و ناظر سمجھ تو
اسی کی وجہ سے سب اہل دُنیا
بگوش و بینی و چشم و زباں سب
براز و بول و لمس و تاب رفتن
یہ سب گفت و شنید و صحبت زن
اگر ان پہ نہ ہو اوس کی عنایت
عمل کرنے میں روح آزاد ہے گر
عمل کا روح کو ملتا ہے بدلہ
وہ ایشور کچھ عمل کرتا نہیں ہے
کہ جیسے آفتاب اپنی ضیا سے
اسی مانند وہ قیوم و دانا
اوسی کی وجہ سے یہ عیش و عشرت
ہر ایک ذی روح کو ہووے میسر
اوسی نے اندریاں ہمکو عطا کیں
پھر ہمکو جاننا باقی رہا کیا
اسی کو تو نے پوچھا تھا خردمند
جو انساں خواب سے اول و آخر
گر اسے ہے دھیان اوسکا با دل و جان
نہ دل کو اوسکے ہو رنج و محن کچھ

اسی کو ناظر و ناصر سمجھ تو
حواسوں سے عمل کرتے ہیں اپنا
معہ چرم اور بھی کرم اندریاں سب
گرفت و بیں و بوئیدن چشیدن
اوسی کی داد ہے اے صاحب فن
ذرا کچھ کر سکیں کیا تاب و طاقت
دلے ہر لمحہ ہے محتاج ایشور
کہ دایم اسکا آزادی سے ہے پیشہ
سبب لیکن عمل کا بالیقیں ہے
ہر حیواں کے معاون چشم کا ہے
نمت کارن ہے اشیائے دہر کا
جہاں کی نعمتیں اور مال و دولت
کہ بانی انکا ہے وہ برہم برتر
اوسی نے جاننے کی قوتیں دیں
سب علم دُنیوی ہے اندریوں کا
یہی ہے برہم جسکے سب ہیں پابند
سمجھتا ہے اوسے حاضر و ناظر
نہیں وہ دیکھتا خواب پریشاں
نہیں پاتا ہے وہ تکلیف تن کچھ

وہ عالم دھیان کی رکھتا ہے خصلت
وہ اوسکو سرو دیا پک جان آجان
جو یہ اس جسم میں جیو آتما ہے
یہی پاتا ہے بشر نیک کردار
جو اس چیتن میں نزدیک وہ دیا پک
بوقت ماضی و مستقبل و حال
ہے اوسکا برہم مالک اور نگہبان
جو ایسی آتما کو جانتا ہے
وہ عالم علم کے ہونے سے زنہار
یہ اوس کے گیان کا جانو ثمر ہے
جو پرانوں سے قبل ہے وہ نراکار
کرے ہے نور کو اپنے نمایاں
پئے پیدائش مخلوق فانی
جہاں کو پھر وہ کرتا ہے ہویدا
عناصر سیا بھی ہے وہ سرو دیا پک
جو عالم اوسکو ایسا مانتا ہے
سدا رکھتا ہے وہ مکتی کی چاہت
وہ عالم من کو قایم ایک جا کر

اور اسکو جانتا ہے لا نہایت
نہیں ہوتا کبھی دکھ سے پریشان
جہل سے تن کا اہمانی ہوا ہے
یہی ہے جسم کے پرانو کا آدھار
وہ ہے پر برہم اسے شاگرد بیشک
جو پیدا ہو جہاں اسے نیک افعال
پرستش اور ثنا کے ہے جو شایاں
محیط جملہ خلقت مانتا ہے
نہ ہووے رنج و ذلت کا سزاوار
جو تونے پوچھا وہ یہ ہے پسر ہے
شب پردے سے ہوتا ہے نمودار
قبل آکاش سے ای فخر انساں
اظہر کرتا ہے نور لا یزالی
عناصر سے کرے ہر چیز پیدا
نہانی طرز سے وہ سرو دیا پک
ورزورخ و رامت کو بھی جانتا ہے
ہے اطہر دل نہ نفرت اور رغبت
نظر کرتا ہے نور آتما پر

یہی ہے وہ جو علما جانتے ہیں
تمام اجزا میں یکساں نہ ہو
خرد جو ہے مکمل اور منور
اوسی پربرہم کا ہو گیان اظہر
وہی ہے جاننے کی بھی سزاوار
ہو مثل ماتر قایم اور مددگار
مسرت بخش اور باریک و افضل
پرانایام سے کی ہے مکمل
اور ہو مقصد برار اور غیر تقسیم
مراد اوس کی ہو ہر دم بتفہیم
وہ ہے اس جسم کے ہمراہ پیدا
عناصر سے جو ہوتا ہے ہویدا
علیحدہ آتما سے جان اوسکو
پرکرتی روپ بیشک مان اوسکو
کرانتشکرن میں قایم خرد کو
کرے قایم جو عالم باعمل ہو
وہی اس برہم کو ہے جان سکتا
علاوہ اس کے پھرتا ہے بھٹکتا
جو آتش چوب کے اندر نہاں ہو
رگرٹنسم ہے وہ روکی عیاں ہو
اسی مانند لازم ہے بشر کو
تموگن سے بڑی جس کی خرد ہو
پشیمستی کاہلی اور خواب غفلت
تموگن ہے ہمیشہ جس کی خصلت
انہیں وہ چھوڑ موستگن میں قایم
کہ ہے بہت حصہ قدسی ہے دایم
پھر اوسکو دھیان کرنیکی بھی عادت
تواتر ہو سدا سے نیک خصلت
ہوا ہے جس سے گیان و دید پیدا
ہو وہ مخفی اوس انساں پہ ہویدا
جو برہم اس جنم میں ہے پُرُش گن
وہ تھا جیسا تر میں ویخ اور تن
وہ سب کا کرتا ہے دھارن و پالن
ہر ایک جنموں میں سن تو اے نکوظن
وہاں موجود تھا اور وہ یہاں ہے
کوئی اسرار کب اوس سے نہاں ہے
غرض جس جنم میں جیسا ہے وہ برہم
وہی ہر جسم میں رہتا ہے وہ برہم

جو کرتا ہے نگاہ غیر معمول | گنا ہوں میں وہی ہوتا ہے مشمول
تعلق غیر سے ہے وہ صدمہ موت | غرض پیدا ہو جب رہو لقمۂ موت
اگر ہو صاف آئینہ بلا زنگ | نہ ہووے اوسپہ کچھ بھی غم و غش زنگ
جب ہو جاتا ہے ہر نوع بیکدورت | نظر آتی ہے اوسمیں صاف صورت
اسے مانند انتشکرن ہو پاک | نظر آوے جب اوسمیں نور بیباک
انہیں اجسام میں ہردے کے اندر | جو ہے خانہ انگوٹھی کے برابر
سو باریک تن یہ روح اقدس | وہاں رہتی ہے فعلوں سے ہوئی بس
نگاہ دھیان سے جب دیکھتا ہے | نظر آتا وہاں جیو آتما ہے
وہی پرم پھر وہاں لا انتہا نور | نظر آتا ہے سن اسے باخبر ہو
ہر ایک جا برہم ہے ہر شے میں موجود | میان جسم ہے ہردے میں موجود
یہ ماضی اور مستقبل ہیں جتنی | ہوئی اشیا ہیں پیدا اس جہاں کی
وہ سب کا مالک و خالق ہے ہر آن | بموجب حکم جو عامل ہے انسان
نہیں پاتا وہ گاہے رنج و غم کو | کبھی خاطر نہ اوس کی مضمحل ہو
جسے معلوم کرنا اے خردمند | تو چاہے تھا وہ ہے بیحد انند
جگہ انگشت دستی کے برابر | جو ہے ذی روح کے ہردے میں مقرر
جو کل برہمانڈ میں ہے وہ یہاں ہے | مثال شمع روشن بے دخاں ہے
وہ روشن ہے اور ہے علم منور | ہوا ہے اور ہوگا سب کا سرور
وہ افسر آج ہے اور کل یہی ہے | یہی ہے وہ تغیر سے بری ہے
ہر ایک انسان کو لازم ہے ایسا | کہ دیکھیں کرم جسم و آتما کا

بلا جان جسم یہ زنہار زنہار   نہیں کچھ کام کرنے کا سزاوار
بلندی سے سدا نیچی جگہ پر   چلا کرتا ہے یہہ پانی برابر
اسی مانند اس جسم اور جان کے   عمل کرنے میں رہتی ہی ردلنے

چہارم ہو چکا بلی کا مذکور
سُن اب پنجم کو تو اے باخرد یور

چوتھی بلی ختم ہوئی

جو شاہ شہر تن جیو آتما ہے   بلا علت سدا لاابتدا ہے
خلاف ورنج سے علم اسکا بری ہے   قدیم ہے لافنا ہے اور نعتی ہے
ہیں اس کے شہر کے یہہ یازدہ در   دو بینی چشم دو اور ایک بر سر
دہن ایک گوش دو اے باخرد نیک   براز و بول دو اور ناف کا ایک
یہہ ایسا جسم فانی ہر بشر کا   مثال شہر ہے آباد یک جیا
حواس و حس و ہر عضو بدن سے   مزین ہے دماغ و عقل و من سے
نہایت فرض ہے جیو آتما کا   فروکش ہے جو اسمیں مثل راجا
کہ پوری ورن آشرم کے بوستھا   کرے باقاعدہ اس تن میں پیدا
اوسی کے دھیان میں دائم مگن ہو   اوسی پر برہم کے دل میں لگن ہو
بلی ہے سلطنت اس شہر کی جو   بروے عدل اسپر حکمراں ہو
یہہ قرضہ ہیں جو تینوں آشرموں کے   ادا کرنا ضروری ان کا سمجھے
یہ تینوں رِن بھی جو اسپر قرض ہیں   ادا کرے وہ تینوں اشرموں میں

رشی اور دیو و پتر آئی صاحب جش
موافق دھرم جوان کا ہو پابند
وہ رنج و فکر و کلفت سے بری ہو
مدام اس روح کو رہتا ہے چکر
یہی قایم ہو ہردے کی جگہ پر
یہی شکل بشر ہو یگ کا عامل
یہی کر جسم دھارن ہووے ساکن
نہ ظاہر مُردن و زادن کی ساعت
سدا ملتا ہے اسکو جامۂ جسم
گہے با شکل انسان نکو کار
ہو دھرم ودان و یگ و سچ کا عامل
گہے باریک تن سے آسمان پر
بحر میں گھ یہ جسم جاندار
گہے شکل نباتات ہو کے اظہر
گہے جل سے ہو شکل جاندار
غرض آواگون جیو آتما کا
ولیکن یہ امر ہے ست وچت ہے
پرانوں کو بوقت یوگ ابھیاس
جو وایو پران ہے ہردے میں ساکن

یہ برن ہیں ہو منزوران سے سبکدوش
ہو پہونچتے آشرم ادسکو برہم آنند
ہمیشہ دیوتوں کی ہمسری ہو
یہ قالب چھوڑ ہو قابض دگر پر
جو ہے سب جسم سے وہ پاک و برتر
یہ لوگ دھیان کرے وصل اوسکا حاصل
زمین و چرخ پر اسے نیک باطن
مقرر اس کی ہے اے نیک سیرت
موافق کرم یہ کاشانۂ جسم
تن برہم رشی میں ہو نمودار
کرے پرماتما کا وصل حاصل
ہو قایم جسم کو اپنے نہاں کر
یہ جلچر روپ سے ہو دی نمایاں
یہ خاک و آب سے پیدا ہو اکثر
گہے ہو جاندار کو ہمابراں
دکار ہتا ہے دُنیا میں ہمیشہ
انادی ہے فہیم ہے اور نت ہے
مقید کر مناسب ہے کری پاس
اوسی برہمانڈ میں لا نیک باطن

اور ہے مقعد کے جانب جسکا میلان
میان کنٹھ و ناف اوسکو شکم میں
پھر انتشکرن میں قایم کر اوسکو
یہہ پھر روح قدیم و پاک و انور
اور اوسکے روبرو پھر اطاعت
کھڑے رہتے ہیں مانند غلاماں
اگرچہ جسم پر یہہ حکمراں ہے
نہیں اسکا نشاں رہتا ہے باقی
چلا جاتا ہے یہ جسم دگر میں
وہے پرماتما رہتا ہے ہر دم
نہیں ہے جسم سے اوسکو علاقہ
فراق و وصل تن کا یہ اوسکو
یہی ہے سرو و پاپک اور نراکار
نہیں رہتا ہے زندہ کوئی انسان
یہ بلکہ اندرونی آتما سے
ولیکن پھر بہی وہ اس سے جدا ہے
جب ہوتا ہے یہہ چیتن جز میں شامل
اسے نچلیتا چراغ نل گوتم
قدیم و لازوال اسرار مخفی

وہ ہے والوایان اسے مخز انسان
پھر ہے وہ پاک طینت ایکدم میں
غم و فکر جہاں سے وہ بری ہو
مثال شہ ہو جلوہ گر وہاں پر
حواس و حس وغیرہ با قناعت
سب ہی ہوتے ہیں اوسکے زیر فرمان
پس مردن یہ کب رہتا یہاں ہے
ذرا بھی درمیان جسم خاکی
معہ من اور اندری کچھ پھر نہیں
ہر ایک اجسام میں بالذات قایم
نہیں پاتا وہ عیش و غم کا حصہ
ستاتا ہی نہیں کچھ اسے نکو خو
اسیکو جانتا ہے نیک کردار
اپان و پران سے ای صاحب شان
پناہ گیر اور شامل ہے سدا
نہ ہرگز ایں و آں اوسپر روا ہے
اوسیکو جان زندہ اور عامل
تو کرم و لطف کے قابل ہے ہر دم
ترے مانند قابل اور کو بھی

قدیم و لازوال اسرار مخفی — ترے مانند قابل اور کو بھی
سمونگادہ جو ہے سکہنے کے قابل — یہ اوس پر برہم کا اپدیش کامل
تو سن اب کرکے یکسو من کو اپنی — جو مشکل تر ہے سر راز آتما ہے
سمونگادہ بھی جو انسان مر کر — یہ قالب چھوڑکر لے جسم دیگر
علیحدہ برہم گیان سے جو بشر ہے — اور اپنی آتما سے بے خبر ہے
ہوا ہے جیسا عامل اس جہان میں — لیا ہے جتنا حصہ شاستر گیان میں
وہ کرمونکے ثمر میں ہو کے شامل — بموجب سنسکار اور خواہش دل
نئے قالب میں ہوں پابند اوس کے — جو آلودہ ہے یونی تخم و خوں سے
گنا کرتے ہیں بعض اشخاص من سے — گناہوں میں جو وہ سب سے زبوں ہے
وہ کرتے ہیں شجر سے جون حاصل — یا دیگر جون ہو جو اوس کے قابل
جو سب برہمانڈ میں دیا پک ہے برہم — ہے انتریامی و آنندمے برہم
ہے خالق اور صانع جملہ اشیا — پئے خواہش برآری اہل دنیا
جو خواب غفلت و مستی سے ذی جان — رہا کرتے ہیں مدہوش و پریشاں
وہ اون میں ہوشدار اور جاگتا ہے — ہر ایک کی دل کی خواہش جانتا ہے
وہی ہے شدہ برہم اور سب سے اعلے — اوسیکا مرتبہ ہے سب سے بالا
کہا جاتا ہے مخفی اور نراکار — وہی سرو تر ہے اور سرا آدہار
مہ و مہر زمین و آسمان سب — اوسی سے ہیں یہ قایم اور مرتب
کہاں طاقت ہے اور ہے تاب کسکو — جو اوسکے قاعدہ سے منحرف ہو
سبہی قانون قدرت کے ہیں پابند — کوئی منکر ہو کیا ذکر اسے خردمند

یہی وہ آفتاب ہے اے نکوکار
اگرچہ ایک ہے لیکن بکثرت
یہ واحد مثل آتش جلوہ گر ہے
نہیں ہیں جس جگہ اجسام و اشکال
بہت باریک ہونے کی وجہ سے
یہ جیسے خلق میں واحد صبا ہے
ہے جس شے میں اوسی کی شکل یہ ہے
اسی مانند یہ ایک چدانند
نمایاں اور فروزاں ہے جہاں میں
بصارت کا سبب دنیا کے اندر
اگر دیکھے نہ کوئی چشم بیمار
کسی سے کچھ نہیں اسکو سروکار
یہ واحد ہر جگہ جلوہ کناں ہے
یہہ پرمیشور بھی جوں خورشید روشن
کسی کے عیب سے اوسکو نہیں غم
یہ واحد جملہ ذی روحوں کے اندر
سبھی میں دیاپت ہے اور سب پہ قادر
یہہ پرمیشور ہنگام قیامت
کسیکی فہم میں آتا نہیں ہے

ہے جسکے جاننے کا تو سزاوار
ہر ایک میں ہے ہر ایک کی شکل و صورت
ہر ایک اجسام میں ہر وقت پر ہے
وہاں ہے جلوہ گر آکاش تمثال
نگاہ جانداراں سے نہاں ہے
ہر ایک اشکال میں جلوہ نما ہے
کبھی اس سے جدا کوئی نہیں شے
بشکل جملہ اشیا اے خردمند
زمین و چرخ میں کون و مکاں میں
یہی ایک جلوہ گر ہے مہر انور
قصور اسکا نہیں زنہار زنہار
کہ دیکھے یا نہ دیکھے کوئی جاندار
ہر ایک اشیا میں یکساں ہمگیاں ہے
ہر ایک جاندار میں ہے جلوہ افگن
نہ سکھ دکھ کا اثر اوسپر کسی دم
اور ہیں مخلوق میں جتنے چراچر
نہیں ہے کوئی اشیا اس سے باہر
کہ ہے باریک تر اور لانہایت
کہ دخل عقل کچھ اوسجا نہیں ہے

الٰہی ہے ایک پرکرتی سے پیدا
وہ عالم دھیان کے خصلت ہے جسکی
سدا ہے دھیان کی مشق وعادت
گردسے اپنے وہ اوپدیش پاکر
وہ اوس پرماتما کو دیکھتا ہے
نجات جاودانی اوسکو حاصل
بجز اوس کے نہیں ہے کوئی انساں
جو پیدا ہونے کے باعث کل اشیا
وہ انکے اندروں دیا یک ہے ہر آن
اور اس دنیا میں ہیں ذی سوچ جتنے
وہی ہے ہوشمند ہوشمنداں
جہاں میں جو چرا چر منقسم ہیں
ہر ایک جاندار کو وہ حسب کردار
جو عالم لوگ اپنی آتما میں
کسی آچارج کامل سے وہ سنکر
وہ دایم شانتی کو کرکے حاصل
بجز ان کے جو ہیں بے علم وجاہل
یماچاریہ نچکیتا سے نے یہ بھی
بیہ فرمایا کہ اوس پرماتما کا

یہ جتنی بھی ہیں اس دنیا میں اشیا
نظر رکھتا ہے سو سے برہم اپنی
وکیومسن ہے اوسکا باصداقت
رکھی ہے دھیان اپنی آتما پر
جو انتریامی سبکا آتما ہے
ضرور ہوتی ہے اسے شاگرد عاقل
دوامی مکت سے کے قابل وشایاں
ہمیشہ ہوتی ہے لقمۂ فنا کا
رہا کرتا ہے پوشیدہ و پنہاں
وہ ان جیو ونمیں جیتن روپ سے نے
ہر ایک جان میں ہے نور اوسکا فراواں
وہ ایشور ایک رس دیا یک ہے سب میں
سدا کرتا ہے رہتا ہے ثمردار
اوسی پر برہم کو قایم کرے ہے
وچار برہم سے ہوتی ہیں خوشتر
لگا رکھتے ہیں اپنا برہم میں دل
اونہیں یہ شانتی ہووے نہ حاصل
گذارش کی بعجز وانکساری
اشارہ سے نہیں ہوتا بتانا

بتاتی ہیں محقق اور دانا
کہ یہ جلوہ ہے اوس پرماتما کا

وے کہتی نہیں یہ آتما ہے
دکھا سکتے نہیں وہ شکل کیا ہے

تو دیکھا ہے مثال شمع روشن
یا مثل مہر و مہ ہے جلوہ افگن

بالطاف و کرم فرمائیے آپ
جو ہو معلوم وہ بتلائیے آپ

کہا یہ طاقت خورشید انور
فروزاں ہو جو نور آتما پر

نہ ہو سکتی ہے تاب ماہ تاباں
کہ ہو اوس برہم پر وہ نور افشاں

نہ انجم اور بجلی کا گذر ہو
جو گا ہے کر سکے روشن وہ اوسکو

تو پھر کیا آتش ارضی سبک تر
دکھاوے گی چمک اپنی وہاں پر

کہ ہیں یہ سب مہ و مہر اوس سے تاباں
نجوم و آتش برق فروزاں

اوسیکا نور ان میں جلوہ گر ہے
منور ہیں یہ سب اوسکے سبب سے

وہ پرمیشور ہے خود بالذات روشن
ہے اوسکا نور سب میں جلوہ افگن

ہوئی یہ پانچویں بلی بھی اب ختم
کہ اسکا ختم یہانتک ہو چکا نظم

پانچویں بلی ختم ہوئی

جو پتلا خاک کا جسم بشر ہے
سراپا صورت و شکل شجر ہے

اگر یہ کٹ کے بل سے ڈھا گرا ہو
تو بیشک یہ شجر کے شکل کا ہو

یہ فانی ہے ولیکن سلسلہ یہ
انادی اور قدیم ہے لاشبہ یہ

ہوا ایسے جسم کا بانی مبانی
قدیم و لا زوال و غیر فانی

وہی ہے برہم پاک صاف و نرمل
وہی پربرہم ہے سبکا سہارا
یہ پرمیشور ہے تو اب جان اوسکو
جو پیدا ہو جہاں بعد از قیامت
ہے جانداروں کی موجب زندگی کا
اوسی کے حکم سے سب اہل عالم
بنے عالم یہ کل عالم کے اشیا
مثال بحر ہیہ تکلیف دہ ہے
اس عالم کا وہ خالق بیگماں ہے
کسیکی یہ نہیں تاب و تواں میں
کوئی گر حکمراں اقبال یاور
تو اوسکے روبرو سب اہل کاراں
بایں صورت مہ و مہر درخشاں
ہے غالب سب پہ یہ قانون قدرت
اوسی کے خوف سے آتش ہو افروخت
اوسی کے حکم سے سورج تپاں ہے
بخوف اوسکے یہ برق ماہ انور
اوسی کے خوف سے یہ باد صرصر
اوسی کے خوف سے مرتو ہمیشہ

عظیم و قایم و قیوم و اکمل
زمین و آسماں کون و مکاں کا
اننت و ہمہ داں ہے مان اوسکو
سبب اوسکا ہے پرمیشور کی طاقت
پس قیامت جو ہوتی ہیں ہویدا
ہمیشہ کار میں رہتی ہے قایم
سبب ہے خوف و درد و رنج و غم کا
زنجیرہ زادن و مردن کا یہ ہے
وہی مثل شہنشہ حکمراں ہے
خلاف حکم ہو سارے جہاں میں
نہایت ہو زبردست و دلاور
بموجب قاعدہ ہو زیر فرماں
سدا ہیں کاربند کار دوراں
مخالف ہو ذرا یہ کس کی طاقت
رکھے خود میں ہمیشہ طاقت سوخت
خلاف حکم ہو طاقت کہاں ہے
چمک اپنی دکھاتی ہیں جہاں یہ
چلا کرتی ہے اس ارضی کرہ پر
رکھے ہے قبض ارواحیں کا پیشہ

اوسی کے خوف کا سب برا اثر ہے
قبل از مرگ دا جب ہے بشر کو
سبب ہے جسکے اس ہی جنم میں وہ
کری تاریکی اگیان کو دور
کدورت اوسکے دل سے دور ہووے
خلاف اسکے کرے گر کوئی انساں
کرے حاصل جہاں میں جنم دیگر
کدورت سے ہو جسدم آئینہ صاف
اسی مانند انتشکرن جسکا
کیا ہے یوگ و دہیان سی پاک نرمل
اوسی کو مثل صورت آئینہ وار
بلا موجودگی در خواب غفلت
اسی مانند وہ پرتو فگن ہو
درون آب در شکل مدور
ہو ایسے ہی یہ دلپر جلوہ برہم
ہو جیسے دھوپ میں سایہ نمایاں
تصور اوسکا وقت موسیقی ہو
سمادہی نروکلپ ہوتی ہے جسدم
وہی طرز نجات دائمی ہے

مخالف ہو نہیں سکتی یہ ڈھب ہے
کرساعی وہ تلاشش برہم کا ہو
ہو روشن دل خیال برہم میں وہ
بھرے دلمیں وہ اپنے گیان کا نور
مسرت سے ہے دل ماموربہ ہووے
وہ ہر بار ہو کے پیدا ہو پریشاں
ہو دنیا میں غذا اسے موت اکثر
نظر آتی ہے اوسمیں شکل شفاف
ہوا ہے لوث و عصیاں سے مبرا
نہیں باقی رہی ہے کوئی ہل چل
نظر آتا ہے پرمیشور کا دیدار
نظر آتی ہے جیسے شے کی صورت
درون قلب یوگی خیمہ زن ہو
ہر ایک جاندار کے ہو شکل اظہر
مسرت بخش و اظہر جلوہ برہم
ہو ایسی ہی وہ دل پر نور افشاں
سمادہی یا کہ یوگی کے لگی ہو
وصال برہم و جیو ہوتا باہم
ہر ایک اقسام کے دکھ سے بری ہے

واندری پنج تت سے ہیں ہویدا — سبب اپنی اپنی علت سے ہیں پیدا
ہوے آکاش سے یہ گوش پیدا — ہوا سے لمس کے قوت ہویدا
ہے آتش سے یہ آنکھوں کی بصارت — زمیں سے جان لی بینی کی طاقت
زباں پانی سے ہوتی ہے ہویدا — سبب پانی ہے قوت ذائقہ کا
وہ نت وشدہ و بدہ ہے سچدانند — حواسوں سے بری ہے اے خردمند
جو پیدا او فنا ہوتی ہیں دایم — وہ ہیں اسے باخبر اجسام عالم
وہ پرمیشور ہے لافانی سناتن — ہے سب میں ویاپت ہر جا جلوہ فگن
اوسی کو جان کر علماے کامل — بہ فکر و رنج و غم کرتے ہیں حاصل
لطیف و پاک ہیں جس اندریوں سے — من اون سے پاک اور باریک تر ہے
ہے من سے پاک بدھی اے خردور — مہت تت اوسے ہے باریک اطہر
مہت تت سے پرکرتی پاک تر ہے — سبب مخلوق کا جو اسے پر ہے
ہے پرکرتی سے اعلےٰ اور برتر — نراکار آتما اے نیک اختر
کہ جسکو جان کر انسان دانا — سمجھ لیوے دکھوں سے چھوٹ جانا
وہاں کب فکر و عقل دوربیں کا — ہر ایک واعظ کا یا کہ سامعیں کا
گذر ہوتا ہے اے ہمشاگرد دانا — کہ ہے لاانتہا وہ ذات یکتا
کہاں ہے روبرو کچھ شکل اوسکی — جو پہچانی زبان و چشم و بینی
ہے اوسکے جاننے کا یہ طریقا — ہوا ہر دے میں قایم من نہی جسکا
سنکلپوں اور وکلپوں سے بری کر — ہوا غالب ہے من کے برتیوں پر
یہ من کے برتیاں ہر وقت و ہر دم — چلا کرتے ہیں مثل برق پیہم

انھیں انسان عقل دور ہیں سے
کرنے قایم من اپنا آتما پر
تو وہ جان اوس اننت ہمہ داں کو
حواس خمسہ جب اپنے حصوں سے
بحالت یوگ یوگی مستقل ہو
خرد بھی پاک ہو اور مستقل ہو
اوسے کہتے ہیں جیون مکت علما
اچل ہوتے ہیں اوسکے اندریاں سب
بری ہوتا ہے غفلت سے وہ یوگی
جو ہیں بھلی بری اوسکے وسایل
وسایل تو کے پیدایش ہی ہوتی
اوسے کہتے ہیں عالم لوگ یوگی
زبان دہن و چشم و گوش و بینی
نہیں پہچاننے میں ان کے آتما
شناسائی کی ہے نہ قسم دیگر
کہ جتنے بھی ہیں یہ اشیاے عالم
بناوٹ بھی نظر آتی ہے ان کے
وہی ہر آتما صانع ہے ان کا
اوسی سے ہے ظہور جملہ عالم

روانی سے ہر ایک جا سب کے رہ کے
محقق عقل سے سوچے خرد دور
بلاشک رنج دنیا سے بری ہو
علیحدہ ہو کے تابع ہو دیں من کے
باستقلال قایم اوسکا من ہو
نہ چلنے دے خلاف برہم اوسکو
وہ ہے آزاد اور دکھ سے مبرا
ثمر ہوتا ہے حاصل یوگ کا تب
ہو دکھ اور سکھ میں یکساں حالت اوسکی
وہ اوس حالت میں ہو جاتے ہیں زایل
سراپا ہو ستوگن کی ترقی
اوسے ہوتی ہے حاصل یوگ سدھی
شناسائی میں عاجز ہیں یقینی
کہ ہے باریک روپ اوس آتما کا
بجز یوگ و تصور اسے خرد دور
ضرور ہیں یہ کسی طاقت سے قایم
کسی صانع کی صنعت ہے ضروری
بجز اوس کے ہے یہ امکان کسکا
بنا بھی پنچ تت جس کی ہے دایم

مقدس اور باریک عقل سے یہہ
کہ ہیں یہ جسقدر اشیاے عالم
اگر ان میں نہ ہو کچھ اوس کی قدرت
پھر یہ مشہور ہی حق الیقیں کر
تو اوس انسان کا یہ جسم جتین
ہوا ہے مبتلا جو خواہشوں پر
بھری ہیں اوسکے دلمیں خواہشیں سب
وہ جب ہو جائیگا ان سے مبرا
کریگا ان سے انتشکرن کو پاک
وہ حاصل کرکے اوس پرماتما کو
ہر ایک انسان دل سے جانتا ہے
کہ ہیں میری مکان و باغ دلستاں
کرونگا میں فلاں مقصد براری
میں ہوں طفل و جوان و پیر دانا
جدائی سے سدا ہوتا ہے نالاں
غرض کرتا ہے ہر دم سکھ کی ساماں
من اوسکا جبتک ان کاموں سے برہم
یہ ہیں سب طرح سے ملوق مضبوط
مبرا ان سے ہو جیو آتما جب

ہر ایک ذی فہم کو معلوم ہے یہہ
اسی قانون قدرت سے ہیں قائم
کہاں ہو شیرنے کی اوسمیں طاقت
کرے وہ دہیان اپنی آتما پر
ہوا ہے اندریوں سے جو مزین
حواسوں کو چلاتا ہے حسوں پر
تمناؤں سے ہے سینہ لبالب
ذرا پابند خواہش کا نہ ہوگا
اور رہوگا نفرت و رغبت سے بیباک
کرے گا شاد اپنی آتما کو
شے فانی کو اپنا مانتا ہے
زن و فرزند اور عشرت کے ساماں
میری ہو اس طرح سے کامیابی
میں ہوں ذی فہم اور مرد توانا
میسر سے ہوا کرتا ہے شاداں
دکھوں سے چھوٹ جانیکا ہی خواہاں
بھرا ہے ہر طرح کی خواہشوں سے
سدا رہتے ہیں جسم و جاں سے مخلوط
میسر اوسکو ہو پرماتما تب

میں اوس کی نجات دائمی ہو ۔۔۔ وہ مرگ و زیست دونوں سے بری ہو
یہی ہے شاستر کا اوپدیش کامل ۔۔۔ ہمیشہ سے یہ کہتے علماے عاقل
جو ہیں ہردے میں ناڑی ایکسو ایک ۔۔۔ ہے اونمیں سکھمنا بہتر بلا شک
یہی ایک سکھمنا ہے راہ مکتی ۔۔۔ کہ جو برہمانڈ کو جاتی ہے سیدھی
علاوہ اس کے جو سو ناڑیاں ہیں ۔۔۔ خلاف مکت سب ہی بیگماں ہیں
وقت موت جاں ہردے میں ہے جو ۔۔۔ براہ ناڑیاں تن سے رواں ہو
اگر جاں سکھمنا ناڑی میں ہو کر ۔۔۔ رواں ہو اندر رہ سوراخ پر سر
تو اوس یوگی کی مکتی میں نہیں شک ۔۔۔ جو وہ لیجاے جاں اوسمیں یکایک
خلاف اس کے ہیں دیگر ناڑیاں سب ۔۔۔ سزا ہے اور جزا ہی جنکا مطلب
بوقت مرگ یوگی حبس دم سے ۔۔۔ براہ سکھمنا جاں کو نکالے
محافظ جو حواس و جسم کا ہے ۔۔۔ وہی ہردے میں ساکن آتما ہے
سدا ذی روح کے ہردے کی اندر ۔۔۔ ہے جیا اوس کی انگوٹھی بھر مقرر
مناسب ہے کہ اوس جیو آتما کو ۔۔۔ باستقلال غفلت سے بری ہو
علیحدہ کرے دل سے مثل سر کے ۔۔۔ کہ جیسے مونجھ سے جاتی ہی کھینچے
سمجھ لے راگ و دویش اسمیں نہیں ہے ۔۔۔ وہ پاک و صاف نرمل بالیقیں ہے
قدیم ولا زوال و لا فنا ہے ۔۔۔ امر ہے وہ اوسے دائم بقا ہے
محبت جسم کی رکھتا ہے دائم ۔۔۔ کہ ہے جنمانتر سے اوس میں قائم
محبت کا سبب الپگیتا ہے ۔۔۔ اسی سے دام دنیا میں پھنسا ہے
جب اسکے گیان سے کٹتی ہیں بندھن ۔۔۔ تو کرتا ہے یہ خود اپنا ہی درشن

پرارتھنا

منجانب خاکسار ہر سکھ لال ویش متوطن محمود پور کن
حال سنبھل محلہ کوٹ متخلص جگیا سو کہ جس نے ٹوٹا پھوٹا
ترجمہ کٹھ اُپنشد کا کر کے منظوم کیا

یہ جگیا سو کی ہر دم التجا ہے
کہ انتشکرن اسکا شدھ ہووے
بجز ذات مقدس ہو نہ چاہت
کوئی دنیا کی نعمت اور لذت
نہ بیہودگی و شے کا مبتلا ہو
سعادت اسکا طرز دھیان میں ہو
بنا اس جنم سے ہے ڈال اسکی
کہ یہ ہر جنم میں تیرا ہو شیدا
سدا دکھ سے رکھے اس زندگی میں
نہ دل اشیاء فانی پر فدا ہو

اوسی سے وہ جو سبکا آتما ہے
علیحدہ ہو جہاں کی خواہشوں سے
بھری دل میں رہی تیری محبت
نہ ہو زنجیر تسخیر قناعت
سدا دل میں منور آتما ہو
عجب کیا ہو جو حاصل یوگ اسکو
خبر ہو کہ اس کے دیگر جنم کی بھی
نہ ہو دل میں خیال غیر پیدا
کہ دل یکساں ہو شادی اور غمی میں
نہ اس دام بلا کا مبتلا ہو

ادسیدم برہم میں ہوتا ہی داخل
ہوا ختم اب یما چاری کا اوپدیش
امرت اس برہم و ودیا کا ثمر ہے
یما چاری سے نچکیتا خردور
بہ یوگ و دھیان ادسے من لگایا
اگر دیگر کوئی انسان عالم
بموجب پند عامل یوگ کا ہو
گیا جب ختم ساری اونپشد کو
تہ دل سے ادا کرنے لگے وہ
کہ پرمیشور تو ہم دونوں کو باہم
وکر یکسا تھ دونوں کی حفاظت
جو کچھ پڑھنا پڑھانا ہو ہمارا
کریں نفرت نہ گاہے ہد گر ہم
تو اسے پرماتن کر پاکر ایسی
جو دکھ ادھیاتمک من کی ہیں سارے
وادھیدیوک جو ہیں دکھ دادھور
وادھی بھوتک زسوے جانداراں

نجات دائمی کرتا ہے حاصل
جو آب زیست ہے بہر نچکیتش
کہ عامل اسکا ہو جاتا امر ہے
ہوا آزاد ودیا کو سمجھکر
لہذا امرت بہ مکتی کو پایا
پڑھے یہ اوپنشد با عقل سالم
ضرور حاصل کرے وہ آتما کو
تو چاہا شانتی اور پرارتھنا ہو
بسوے برہم یہ گویا ہوئے وہ
چھوڑا اگر سیر کر از حرص عالم
دگر مسرور از مہر و عنایت
وہ ہو مشمول نور برہم سارا
ہیں دونوں سدا مسرور و خرم
کہ ہو دیں دور تکلیفات ثلاثی
مثال او بھیڑ و موہ ہو کام ہمارے
تپ و باران و ژالہ و باد و صرصر
جو کر دیتے ہیں انساں کو پریشاں

یہ سب ہی دور ہو جاویں ہمارے
اور ہو دیں مستحق ہم شانتی کے

یہی ہے پرارتھنا اے عالم کل
ہو عامل ہر گھڑی کار سعد کا
ہو کام و کرودھ و لوبھ موہ سب دور
پریم کرپال اننت و سچدانند
اننت و ہمہ داں خالق کل
قدیم و قادر و قیوم و دانا

کہ یہ تار زیست با صبر و تحمل
نہ ہووے خیال گاہے کا بد کا
رہے تجھ میں ہی دل شاداں ہر آں
یہ ہے لطف و کرم کا آرزومند
کر اپنی مہر اسپر بے تامل
علیم و عالم مخفی و پیدا

لے اپنی گود میں نسل پسر تو
کر آزادی سے اسکو بہرہ ور تو

تمام شد

بالی شمیم پریس پیا ڈہرہ میں باہتمام کرم بخش پرنٹر چھپا